REGD No P. 67

(اخبار احمدیہ)

ربوہ ۱۰ر جولائی (بذریعہ تار) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل دن بھر حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی لیکن شام کو کچھ تکلیف ہو گئی رات نیند آ گئی اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

لاہور ۷ر جولائی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی کے طبی معائنہ کے باہمی مشورہ کے لئے کل چار پانچ ماہر ڈاکٹروں نے آپ کی قیامگاہ (۲۳ ریس کورس روڈ) پر جمع ہو کر باہم مشورہ سے علاج تجویز کیا۔ بیماری کے متعلق رپورٹ مظہر ہے کہ پیشاب میں سوزش اب کم ہے اور گھبراہٹ بھی کم ہے مگر کمزوری کافی ہے اونچی آواز بڑی مشکل ہوتا ہے احباب خاص توجہ اور التزام سے حضرت ممدوح کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔

ربوہ ۱۰ر جولائی حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ لاہور سے ربوہ واپس تشریف لے آئی ہیں ایکسرے لینے کے بعد ڈاکٹروں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ ہڈی جڑ گئی ہے لیکن بازو میں معمولی سوجن ہے احباب صحت کاملہ کیلئے دعا کرتے رہیں۔

قادیان ۱۰ر جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر بیت المال مورخہ ۹ر جولائی کو دہلی سے قادیان واپس تشریف لے آئے ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آپ دہلی کے سفر میں بعض مقاصد کے سلسلہ میں تشریف لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مقاصد کو سلسلہ کی جملہ پریشانیوں اور مشکلات کو جلد دور فرمائے آمین۔

سیرالیون (مغربی افریقہ) کے پہلے افریقن گورنر جنرل کی احمدیہ سکول میں آمد

قرآن کریم (انگریزی) کے مقدس ہدیہ کی پیشکش۔ جماعت احمدیہ کی اہم تعلیمی مساعی کا اعتراف

مکرم مولانا بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ سیرالیون (مغربی افریقہ)

گزشتہ دنوں مئی کے دوسرے ہفتہ میں سر ہنری جوسیاہ لائٹ فٹ بوسٹن Sir Henry Josiah Light-Foot-Boston جو سیرالیون کے پہلے افریقن گورنر جنرل ہیں۔ الیسٹرن پراونس کے دورہ پر آئے۔ تو یہاں بو Bo شہر میں بھی ان کا ایک روز کا قیام تھا یہ علاقہ ہیروں کی کانوں کے لئے مشہور ہے۔ بعض کانوں کے معائنہ کی غرض سے ان کا یہاں کا دورہ تھا۔

ایسٹرن پراونس میں Bo کے مقام پر ہمارے مشن کا مرکز ہے۔ جہاں خاکسار کا قیام ہے۔ یہاں کے پیرا ماؤنٹ چیف مسٹر ابن۔ نے جگانگا بہت ہی مخلص احمدی ہیں۔ اس جگہ ہمارا احمدیہ مسلم سکول بھی ہے جو تین برس سے جاری ہے اور اس سال نئی عمارت میں منتقل ہوا ہے

چیف موصوف کے ذریعہ خاکسار نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ وہ ہمارے نئے سکول میں تشریف لا کر ہمیں عزت بخشیں۔ جس پر انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس وقت بہت تھوڑا ہے تاہم میں جاتے ہوئے آپ کے سکول میں آ کر وزٹ Book پر دستخط کر دوں گا۔

ہز ایکسی لینسی گورنر جنرل کی آمد پر طلباء نے خوش آمدید کا ترانہ گایا۔ خاکسار نے مختصر سا ایڈریس ہز ایکسی لینسی کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا ہدیہ پیش کیا۔ جس کو انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ اور وہیں پر کھول کر دیکھا اور بار بار شکریہ ادا کرتے ہوئے پڑھنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے سٹاف کا تعارف کرایا۔ چونکہ وہ عیسائی ہیں۔ اس لئے ان کو بڑا تعجب ہوا جب میں نے بتایا کہ ہمارا سکول جمعہ کو بند ہوتا ہے۔ اور اتوار کو کھلا رہتا ہے۔ انہوں نے ملک میں ہماری تعلیمی خدمات کو سراہا۔ بالآخر شکریہ ادا کرنے کے بعد تشریف لے گئے۔

سکول کے معائنہ اور قرآن کریم کی پیشکش کی خبر اسی روز حکومت کے ریڈیو نے یہاں کی تمام زبانوں میں نشر کی۔ گورنر جنرل کی معیت میں سیرالیون کے وزیر، پرائشل سیکرٹری اور دیگر اعلیٰ افسران بھی تشریف لائے تھے۔ ان کی خدمت میں اسلام اور احمدیت کا ضروری لٹریچر پیش کیا گیا۔ جو مختصرا ایڈریس اس موقعہ پر پیش کیا گیا۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے

جناب عالی! آپ کی یوں اچانک تشریف آوری پر ہم آپ کی خدمت میں دلی مسرت کے ساتھ خوش آمدید عرض کرتے ہیں۔ ہمارے لئے آپ کی اس علاقہ میں آمد نہایت مسرت کا موجب ہے جس کے لئے ہم آپ کے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔

اس اہم موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم فخر محسوس کریں گے کہ آپ کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تفسیر القرآن کریم انگریزی جلد کا تحفہ پیش کریں۔ اس میں قرآن کریم کا عربی بے مثال متن بھی شامل ہے جس کے ترجمہ اور قرآن کریم کے مطالعہ کے لئے انٹروڈکشن بھی شامل ہے۔

جناب عالی! اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی خدمت میں اور قیمتی تحفے بھی اس موقعہ پر پیش کئے جائیں گے مگر ہمارا یہ تحفہ ان تمام تحفوں میں منفرد اور ایک نقطۂ نگاہ سے بے مثال ہے

جناب عالی! آپ اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ جس تحفہ کو خدائے واحد و لاشریک نے خود انسان کی رہنمائی کے لئے پیش کیا ہو اس سے زیادہ قیمتی تحفہ کونسا ہو سکتا ہے اور وہی تحفہ ہم آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ـــ ہم جناب سے امید کرتے ہیں کہ جناب اس کو نہ صرف قبول فرمائیں گے۔ بلکہ وقتاً فوقتاً اس کے مطالعہ میں بھی دلچسپی لیں گے

ہم ہیں ممبران جماعت احمدیہ بو

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے سچے دین کو سمجھنے کی لوگوں کو توفیق بخشے تاکہ بھولی بھٹکی ہوئی روحیں پھر آستانہ الوہیت پر آ گریں۔ آمین ثم آمین۔

مقدس حلقہ قادیان کے متعلق ہندوستانی جماعتوں کی مزید قراردادیں

(۳)

قادیان کے مقدس احمدیہ حلقہ کے بعض مکانات کے کرایہ اور قیمت وغیرہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں جو نوٹس محکمہ کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کو موصول ہوا تھا جس میں کئی لاکھ روپیہ کی رقم کا مطالبہ ایک ماہ تک کیا گیا ہے اور جس کے نتیجہ میں ہمارے مقدس حلقہ کی سالمیت اور تقدیس خطرہ میں پڑتی ہے اس بارے میں بہت سی ہندوستانی جماعتوں نے احتجاجی قرارداد پاس کر کے مرکزی حکومت کے افسران کو بھجوائی ہیں ان جماعتوں کے نام اس سے پہلے دو اقساط میں شائع کئے جا چکے ہیں۔ مزید نام ان جماعتوں کے جنہوں نے قرارداد کی نقول بھجوائی ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اس تعلق میں سلسلہ کا ایک وفد مرکزی وزراء سے مل چکا ہے اور ضابطہ کی کارروائی جاری ہے احباب دعا فرمائیں کہ یہ معاملہ بخیر و خوبی طے ہو جائے

۱۔ مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ ترہگام تحصیل و ضلع اننت ناگ کشمیر
۲۔ ” غلام محمد صاحب۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ بانڈی پورہ ”
۳۔ ” ایم محمد عثمان صاحب صدر جماعت احمدیہ سورب میسور
۴۔ ” ایس۔ ایس۔ ایم حسین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ میلا پالم مدراس
۵۔ ” شمس الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ کالابن جموں کشمیر
۶۔ ” مرزا اشرف علی بیگ صاحب صدر جماعت احمدیہ مانگاگوڑا اڑیسہ
۷۔ ” ایم کے یوسف حسین صاحب سنگور کراڈ (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ لاہور ـــــ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۷۳ء

احمدیہ لٹریچر کی تاثیراتِ عظیمہ

خدا تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق عین ضرورت کے وقت اس زمانہ میں بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں دنیا کی روحانی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جبکہ اسلام چاروں طرف سے شدید حملوں کا نشانہ بن رہا تھا۔ خاتم المسلمین تو کیا علماء حضرات بھی ان شدید حملوں کی تاب نہ لاکر یکے بعد دیگرے میدان چھوڑ رہے تھے۔ بلاشبہ اسلام اس وقت بالکل کس مپرسی کی حالت میں تھا اور مخالفین اسلام بڑے دلیر ہو رہے تھے۔ اور طرح طرح کے اعتراضات کے ساتھ اسے تیغِ تنقید بنا رہے تھے۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ سے حکم پاکر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسلام کے احیاء اور اس کی سربلندی کے لئے وہ کام کیا جو دنیا میں بطور یادگار رہے گا۔ اس وقت کی دنیا مانے یا نہ مانے یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کے ذریعہ اس روحانی انقلاب کی بنیادیں استوار کر دی گئیں جو اسلام کے دورِ تنزل کے بعد اس کے عروج کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔

آپ نے جہاں مخالفین اسلام کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب دیئے وہاں آپ نے اسلام کی برتری اور اس کی امتیازی شان کو ایسے براہین قاطعہ اور تازہ بتازہ نشانات الٰہیہ سے ثابت کر دکھایا کہ مخالفین مقابلہ سے عاجز و لاجواب رہ گئے۔

دیگر برگزیدہ افراد کی طرح اپنی طبعی زندگی گذار لینے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو آخری بلاوا آیا تو آپ کے پیچھے آپ ہی کے ذریعہ تیار کردہ ایک فعال جماعت قائم ہو چکی تھی جو ہر قسم کی قربانی دے کر بھی اسلام کی خدمت و اشاعت میں آپ کے مقاصد کو پورا کرنے کا عہد کر چکی تھی۔ علاوہ ازیں اُن کے ہاتھوں میں آپ ہی کا تیار کردہ ایسا پُر اثر اور معقول و مدلل لٹریچر تھا جس کی تاثیرات عظیمہ کا مشاہدہ اس وقت ایک دنیا بچشمِ خود کر رہی ہے۔ جبکہ احمدی مبلغین اکناف عالم میں انہی روحانی اسلحہ کے ذریعہ مخالفین اسلام کے مقابل پر نمایاں کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ اور ہزاروں ہزار افراد حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔

یورپ اور افریقہ کے سینکڑوں اور ہزاروں افراد کا تثلیث پرستی کو ترک کرکے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے جمع ہوتے چلے جانا احمدیہ لٹریچر کی تاثیر اور مقبولیت کا واضح اور ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔ اس کے باوجود عجائبات کی دنیا میں صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اس لٹریچر کے متعلق بالکل ہی مختلف رائے رکھتے ہیں۔ جناب صوفی صاحب اپنے ایک مراسلہ میں جو صدقِ جدید مجریہ ۲۱ ۶/۷۳ میں شائع ہوا۔ جماعت احمدیہ کے اس لٹریچر کے بارہ میں حلفاً لکھتے ہیں:۔

"خدا کی قسم قادیانی لٹریچر کو اکثر اوقات پڑھنے سے میں نے صرف اسی بناء پر اجتناب کیا ہے کہ اس کے پڑھنے سے اس ایمانی و اعلیٰ جذبے کے ختم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو ایک مومن کو ہر قدم پر خدا کی راہ میں شہید ہونے پر آمادہ رکھتا ہے۔ اس لٹریچر اور ان دلائل اور ان کی تاویلات سے توغل و انہماک خدا کی راہ میں شہید ہونے کے جذبۂ ایمانی کا قاتل ہے۔"

جناب صوفی صاحب نے اگر حلفاً اب نہ کہا ہوتا تو ہم سمجھتے کہ ممکن ہے صوفی صاحب نے عمومی رنگ میں اظہار خیال فرمایا ہے لیکن اب تو موصوف کے احمدیہ لٹریچر پر بگڑنے کی اصلیت عیاں ہوگئی۔ درحقیقت صوفی صاحب کے اسی شدید بغض و عناد ہی کی وجہ سے کہ انہیں ہمارے لٹریچر کی وہ عظیم خوبیاں نظر نہیں آئیں جن کے نتیجہ میں ہزاروں اور لاکھوں سعید روحیں تو ہدایت پا گئیں مگر صوفی صاحب محروم کے محروم ہی رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صوفی صاحب کا اپنا مزاج بیمار ہے جس طرح آنکھوں کے مریض کو سورج کی روشنی تکلیف دیتی ہے اور معدے کے بیمار کو مقوی اور مرغن اغذیہ بھی ضرر دیتی ہیں۔ صوفی صاحب کے بگڑے ہوئے مزاج نے احمدیہ لٹریچر سے ایسا ہی تاثر لیا ورنہ صوفی صاحب سے کہیں زیادہ لائق اور قابل افراد نے عقائد میں اختلاف کے باوجود حضور علیہ السلام کے تیار کردہ لٹریچر کی خوبیوں کا کھلا اعتراف کیا ہے۔ مثلاً حضور کے وصال (۱۹۰۸ء) کے موقع پر جہاں ملک کے بہت سے دیگر اخبارات نے نوٹ لکھے دہلی کے غیر احمدی اخبار کرزن گزٹ کے مشہور ایڈیٹر مرزا حیرت صاحب دہلوی نے لکھا:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا ......

اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا لکھنے والا نہیں ......

... اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

اس حوالہ کا آخری حصہ جسے ہم نے خط کشیدہ کر دیا ہے۔ خاص طور پر قابلِ غور ہے اسی طرح مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی اخبار وکیل جون ۱۹۰۸ء میں حضور کے لٹریچر کی ایسی ہی تاثیر کا اعتراف کرتے ہوئے ایک لمبے آرٹیکل کے آخر میں لکھا ہے:۔

"اس لٹریچر کی قدر و عظمت جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقتاً اس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اُڑنے لگا۔"

اب اگر چاہیں تو صوفی صاحب اسی آئینہ میں اپنی رائے کی معقولیت کا اندازہ بخوبی کر سکتے ہیں تا ــــ خیر یہ تو ہوئے چند نمونے آج سے ۶۵ سال قبل کے، نہ معلوم صوفی صاحب کو نسی خود ساختہ دنیا میں رہ رہے ہیں ورنہ وہ دیکھتے کہ وہی لٹریچر جس کے پڑھنے سے انہیں "اسلام کے لئے قربانی کے اعلیٰ جذبہ کے ختم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے"! اسی لٹریچر نے سینکڑوں اور ہزاروں افراد میں عملی طور پر اسلام کے لئے قربان ہو جانے کی زندہ روح پیدا کر دی ہے۔ اور تخیل کی دنیا میں نہیں عمل کی دنیا میں اسلام کے لئے قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ اسی لٹریچر کے مطالعہ سے اُن کی زندگیوں میں ایک انقلاب آیا۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کے مذہبی خیالات کو ترک کیا اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اپنے ہی ہموطنوں کو اسلام کی دعوت دینے کا محبوب مشغلہ اختیار کر لیا۔ حال ہی کی بات ہے کہ حکومت مغربی پاکستان نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ایک رسالہ موسومہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کو ضبط کر لیا۔ جب یہ خبر دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے احمدیوں نے سنی تو وہ سخت مضطرب ہو گئے۔ ایسے نومسلم بھی تھے جنہوں نے اپنی بے چینی اور اضطراب کا اظہار اُن خطوط کے ذریعہ سے کیا۔ جو اس موقعہ پر حکومتِ مغربی پاکستان کے ذمہ دار افسران کو لکھے جن میں احمدیہ لٹریچر کی اعلیٰ تاثیرات اس کے ذریعہ اسلام کی نعمت پانے کے احسان کا ذکر کیا۔ انہی سے بطور نمونہ صرف دو کے مختصر اقتباس درج ذیل ہیں:۔

۱۔ جاپان کے احمدی نومسلمین نے لکھا:۔

"ہم جماعت احمدیہ کے جاپانی اراکین عیسائیت شنٹو ازم اور بدھ مت وغیرہ مذاہب کو ترک کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں ہم کو اسلام کی طرف کھینچ لانے کا ذریعہ حضرت احمد علیہ السلام کی ذات اور آپ کی تحریرات ہی تھیں۔"

(الفضل ربوہ ۱۹ مئی ۱۹۷۳ء)

۲۔ سوئٹزرلینڈ کے ایک نہایت ہی مخلص نومسلم جناب فلوگر نے صدر پاکستان کو ایک پُر درد دلسوز مکتوب لکھا جس میں لکھا:۔

"تین سال پہلے کی بات ہے کہ مجھے اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی اور میں نے اس کے متعلق کچھ لٹریچر حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس دوڑ دھوپ کے نتیجہ میں مجھے قرآن مجید کا ایک نسخہ ملا جس میں عربی متن کے ساتھ جرمن زبان میں اس کا ترجمہ بھی درج تھا...... قرآن کریم کے نسخہ اور جماعت احمدیہ کی شائع کردہ بعض اور کتب نے میرے دل کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان سے بھر دیا چنانچہ میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب میں اس تمام لٹریچر پر نظر ڈالتا ہوں تو اس خیال سے حیران ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ اگر دنیا سے یہ لٹریچر نکال لیا جائے اور پھر اس کے بغیر اسلام کو عیسائیت کا مقابلہ کرنا پڑے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو خصلتیں رکھی ہیں انہیں موقع محل کے مطابق استعمال کرو

یہی وہ طریق ہے جس سے انسان ترقی کے مدارج طے کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ رفروری ۱۹۳۶ء

۵

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اللہ تعالیٰ نے

انسان کے اندر تین خصلتیں

پیدا کی ہیں۔ اور یہ تینوں خصلتیں ہر انسان کے
اندر بقدر کمی بیشی ہوتی ہیں۔ کسی میں یہ خصلتیں
بہت زیادہ طور پر ظاہر ہوتی ہیں اور کسی میں
کم۔ مگر کچھ نہ کچھ حصہ ان کا ہر شخص میں پایا جاتا
ہے۔ گو یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی وقت کوئی خصلت
ظاہر ہوتی ہے اور کسی وقت کوئی۔ بعض وقت
تینوں ظاہر ہوتی ہیں۔ بہرحال تمام انسانوں میں
تینوں خصلتیں پائی جاتی ہیں۔
ان میں سے پہلی خصلت جو رحمانیت کے
ماتحت ہے وہ انانیت کی خصلت ہے انسانوں
کے اندر یہ مادہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو
علیحدہ اور ممتاز دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے
ہیں کہ اپنی شخصیت کو قائم رکھا جائے اور
یہ مادہ رحمانیت کے ظہور کے ساتھ ان
میں پیدا ہوتا ہے۔
دیکھ لو

امراء اور رؤسا کے بچے

جن کا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ اور بعض
حالتوں میں بغیر وجہ اور بلا سبب کیا جاتا ہے
بغیر اس کے کہ ان میں کوئی خوبی پائی جائے
بغیر اس کے کہ ان میں کوئی عمدہ بات ہو،
بغیر اس کے کہ ان میں کوئی اچھی بات ہو ان
کا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ وہ جب
بڑے ہوتے ہیں۔ تو اس وقت بھی بلا وجہ
یہ کہتے ہیں۔ ہم ایسے ہیں ویسے ہیں لوگوں
کو چاہیئے کہ ہمارا ادب و احترام کریں
اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اس بات کے
عادی ہو گئے ہوتے ہیں کہ لوگ ان کا ادب
و احترام کریں چونکہ بچپن میں بلا وجہ ان کا
ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ اس لئے
بڑے ہو کر بھی بلا وجہ ہی چاہتے ہیں کہ
لوگ ان کا ادب و احترام کریں
اس میں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کیوں لوگ
ہمارا ادب و احترام کریں۔ آیا ہمارا کوئی
احسان ان پر ہے یا تمدنی طور پر کوئی غلبہ ان
پر دیا گیا ہے یا ان کو ہم سے کوئی آئندہ
فائدہ کی امید ہو سکتی ہے یا کوئی ذاتی کمال
ہم میں ہے۔ آخر کیا سبب ہے کہ لوگ قدر
کریں دنیا میں ہزاروں افراد ایک دوسرے
کے سامنے گذر جاتے ہیں اور ان میں سے
سارے ہی سب کا ادب و احترام نہیں
کرتے لیکن وہ کوئی فکر بھی نہیں کرتے کہ کیوں ہمارا
ادب احترام نہیں کیا گیا کیونکہ نہ سمجھتے ہیں کہ ادب احترام
کچھ ایسا ہی بیہودہ ہے لیکن وہ لوگ جن کو ادب و احترام
کرانے کی عادت ہو، خواہ مخواہ لوگوں سے
لڑتے ہیں۔ کہ ہمارا ادب کیوں نہیں کرتے
ایک دفعہ

ایک سیدانی فقیرنی

ہمارے گھر میں آئی۔ میں اس وقت چھوٹا
تھا وہ آکر چارپائی پر بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی
میں آل رسول ہوں مجھے کچھ دو۔ حضرت صاحب
نے بھی کچھ دیا اور گھر کے لوگوں نے بھی دیا
پھر اس نے پانی مانگا مگر جب ایک عورت
نے اسے پانی دیا تو سخت ناراض ہو کر کہنے
لگی امتیوں کے گلاس میں مجھے پانی دیتی ہے
ہم سادات آل رسولؐ ہیں۔ اول تو پانی پلانے
کے لئے نیا گلاس چاہیئے تھا اور اگر
پرانے ہی میں پلانا تھا تو پہلے اسے اچھی
طرح مانجھنا تھا۔ اب وہ فقیرنی ہو کر آئی تھی۔
مگر باوجود اس کے اس میں وہ عادت موجود
تھی۔ جو ناسبب ادب و احترام کرانے
سے پیدا ہو جاتی ہے۔
اس میں کچھ شک نہیں جو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے ہو اسے
اگر واقعی مدد کی ضرورت ہے تو ہمارا فرض
ہے کہ اس کی مدد اور خدمت کریں مگر بعض
لوگ یونہی سادات کے اس ادب و
احترام کو دیکھ کر جو لوگ ان کا کرتے ہیں
سید بن جاتے ہیں۔ اور پھر چاہتے
ہیں کہ ان کا بھی ادب و احترام کیا جائے

سادات کو جو فخر حاصل ہے

وہ طفیلی طور پر ہے اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ہے مگر باوجود
اس کے ایک مدت تک ادب و احترام
کئے جانے کا اثر ان میں اس حد تک ہوتا
ہے۔ کہ حالات بدل لینے اور خود کوئی خوبی نہ
رکھنے کے بعد بھی ان میں یہ خواہش رہتی
ہے کہ لوگ ان کا ادب کریں چنانچہ وہ
فقیرنی جو سیدانی تھی اس طفیلی فخر کی بنا پر
اور اس لطف و کرم کی وجہ سے جو سادات
پر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی کیا کہ لوگوں
کو ان کے ادب و احترام کی طرف مائل کر
دیا سمجھتی تھی کہ میں حق رکھتی ہوں کہ میرا ادب و
احترام کیا جائے اور اسی عادت کی بنا پر
اس نے یہ کہا کہ آل رسول کو علیحدہ گلاس
میں پانی پلانا چاہیئے۔ یا اگر امتیوں کے گلاس
میں پلانا ہو تو اسے اچھی طرح مانجھ لینا چاہئے
تو انسان کے اندر سب سے پہلے جو خصلت
پیدا ہوتی ہے وہ انانیت کی ہے وہ ان
حالات کو دیکھتا ہے جو اس کے ادب و
احترام کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ تو سمجھتا ہے
کہ رب السمٰوٰت والارض جو میری قدر
کرتا ہے تو لوگ کیوں نہ میری قدر کریں
دیکھو

بچہ جب پیدا ہوتا ہے

تو سب سے پہلے انانیت یعنی اپنے وجود کا خیال
اس میں پیدا ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے میں بھی
کوئی وجود ہوں اور مجھے بھی اپنے وجود کے
قائم رکھنے کے لئے کچھ چاہیئے۔ یہ بات وہ
الفاظ میں نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ طبعی طور پر یہ
حس اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں
آکر آنکھیں کھولتا ہے۔ اور پیدا ہو کر پہلا ہی
سانس لیتا ہے کہ اس میں یہ انانیت پیدا ہو
جاتی ہے پھر اسے سب اٹھائے پھرتے
ہیں۔ اور اسے پیار کرتے ہیں، چومتے ہیں
اس کے آرام کو مد نظر رکھتے ہیں۔ غرض ہر طرح
اس کی قدر کرتے ہیں اور جونہی اس میں
احساس بڑھتا ہے وہ ان حالات کو محسوس
کر کے سمجھتا ہے کہ میں مرجع عالم ہوں۔ وہ لوگوں
کو پیار کرتے دیکھتا ہے۔ . . . . . . بلکہ
. . . . تو چاہتا ہے کہ
ہر ایک مجھ سے پیار کرے وہ دیکھتا ہے کہ
لوگ اسے اٹھائے پھرتے ہیں تو اسے یہ
احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ لوگ میرے پیچھے ہیں۔ اور
یہ سب کچھ اس انانیت سے ہی پیدا ہوتا ہے
جو پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس میں پیدا ہوتی
ہے۔
غرض انسان کی پیدائش سے پہلے بھی
رحمانیت ہوتی ہے اور جب وہ مر جاتا ہے
تو اس کے بعد بھی۔ پس جو خصلت خدا کی سب
سے پہلے انسان کے لئے ظاہر ہوتی ہے
وہ رحمانیت ہی ہے۔ ایک انسان کے پیدا
ہونے سے پیشتر اس نے کئی قسم کی چیزیں اپنی

صفت رحمانیت

سے پیدا کیں مثلاً رحم مادر دیا۔ غذا ایک دم
کے بعد ہی اسے ناک، کان، آنکھ
ہاتھ پاؤں تمام اعضاء دیئے۔ اور اور بھی ذرائع بہم
پہنچائے جن سے وہ وہاں زندہ رہ سکے۔ پھر پیدا ہونے
سے پہلے دودھ پیدا کیا۔ غرض ایسی تمام چیزیں دیگر
رحمانیت کی صفت کے بلا واسطہ ظاہر کیا اور اب جب وہ
پیدا ہو گیا تو اس اپنی رحمانیت کی صفت کو بالواسطہ
ظاہر کرنا شروع کیا۔ اور انسان کو اس کا ذریعہ بنا دیا۔
ان حالات کے ماتحت سب سے پہلے انانیت ہی انسان
میں پیدا ہوتی ہے اور انانیت ہی کا سب سے پہلا درجہ
بھی ہے۔
جب ایک بچہ اس سے آگے قدم اٹھاتا ہے
دوسری صفت رحیمیت کی اسے ملتی ہے اس کے ماتحت
اب بچہ کو برے کاموں سے بچنے اور اچھے کاموں کے
کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے گویا اسے ایک
طرح نیک و بد کی تمیز ہونی شروع ہو جاتی ہے۔
اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں پر بھی

صفت رحیمیت کا غلبہ

ہوتا چلا جاتا ہے یعنی یہ اس بچے پر رحمانیت
کا تسلط تھا۔ جونہی وہ پاؤں چلنے لگتا
ہے۔ ان کا طریق سلوک بھی بدل جاتا ہے۔ پہلے
اگر اسے گود میں اٹھائے پھرتے تھے تو اب
چاہتے ہیں کہ وہ اپنے پاؤں آپ چلے۔ پہلے
اگر کسی بھی مشقت کا بھی اس کی ذات
سے مطالبہ نہ کیا جاتا تھا۔ تو اب کسی حد تک
اس کا تقاضا ہونے لگتا ہے۔ غرض اب
وہ سلوک اس سے نہیں ہوتا جو اس سے
پہلے ہوتا تھا کیونکہ رحیمیت کے ماتحت اب
لوگ چاہتے ہیں بلکہ ماں باپ بھی چاہتے ہیں
کہ پہلی حالت میں اور اس حالت میں فرق

ہونا چاہیئے۔ اور اس زندگی میں اور اس زندگی میں رحیمیت پیدا کرنا چاہیئے۔ اس وقت اگر یہ کچھ نہیں کہتا تھا تو اب اسے کہنا چاہیئے۔ اسے اپنی حاجات بتانی چاہئیں وہ منتظر ہوتے ہیں۔ کہ کچھ خود کہے کیونکہ یہ ہے تو رحمانیت کے بعد دوسرا درجہ رحیمیت کا ہوتا ہے اور رحیمیت کے ماتحت بدلے ملتے ہیں۔

اس کے بعد ایک اور خصلت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے وہ

مالک یوم الدین کی صفت ہے

اللہ تعالیٰ نے اس صفت کے ماتحت بتایا ہے کہ اس مقام پر بحیثیت مجموعی جزا ملتی ہے۔ اس وقت فرد فردیت سے نکل کر جماعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور مجموعی حیثیت سے اس کے ساتھ سلوک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر وہ دیکھتا ہے کہ قوم کیا کرتی ہے اور سمجھتا ہے کہ قوم کی بہتری کے ساتھ اس کی بہتری وابستہ ہے۔ کیونکہ اسے محسوس ہوتا ہے کہ میں قوم سے الگ رہ کر اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ اس وقت وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کیا قوم اگر تباہ ہوتی ہے تو ہو میں اپنے آپ کو بچا لوں۔ کیونکہ وہ قوم سے علیحدہ رہ کر اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔

یہ بات بلوغت کے بعد شروع ہوتی ہے بلوغت کے بعد ایک شخص اکیلا نہیں ہوتا بلکہ

قوم کا فرد ہوتا ہے

اور اس حد تک پہنچ کر اسے جن حالات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان کا بیشتر حصہ وہ ہوتا ہے جو دوسروں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ جب تک دوسرے نہ ہوں تب تک وہ کام ہو نہیں سکتا۔ اور جب وہ ہو نہیں سکتا تو اس کی اپنی تکمیل بھی نہیں ہو سکتی چنانچہ بلوغت کے بعد ہی شرائع بھی نازل ہوتی ہیں۔

تمام اخلاق اور بہت سے دوسرے اعمال ایسے ہی ہیں کہ ان کے لئے کوئی دوسرا وجود ہونا چاہیئے چنانچہ کوئی اچھا اخلاق انسان دکھلا نہیں سکتا جب تک اس کے دوسروں کے ساتھ تعلقات نہ ہوں اور دوسروں کے ساتھ تعلقات ہو نہیں سکتے جب تک دوسرے نہ ہوں پس اخلاق دکھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دوسرے ہوں اور دوسروں کے ساتھ اس کے تعلقات ہوں۔ کیونکہ جب تک یہ نہ ہوں تب تک کوئی شخص کسی قسم کا اخلاق نہیں دکھا سکتا۔ اسی طرح اگر وہ الگ رہے تو نماز روزہ زکوٰۃ کس طرح ادا کرے گا۔ نماز کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ باجماعت ادا ہو۔ پھر اگر غرباء اور مساکین نہ

ہوں تو زکوٰۃ کن کو دے گا۔ پس تقریباً تمام احکام شریعت تمدن کو چاہتے ہیں اور ان کو وہ محسوس کرتا ہے۔

جب

تمدّن کا احساس

انسان میں پیدا ہوتا ہے تو اس موقعہ پر وہ اپنے حقوق چھوڑتا ہے۔ اور قربانی کا مادہ بہت سارے کام لیتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کونسی بات بہتر اور کونسی بات مضر ہے۔ پھر جو اسے بہتر نظر آتی ہے اس کے متعلق دیکھتا ہے کہ کیا اس سے قوم میں تفرقہ تو نہیں پڑتا اور اگر اسے تفرقہ پڑتا ہوا نظر آئے۔ تو باوجود اس کے کہ وہ بات اس کی اپنی ذات کے لئے مفید ہو وہ اسے قوم کی خاطر چھوڑ دیتا ہے اور یہی پسند کرتا ہے کہ اپنا نفع تو چھوڑ دوں۔ لیکن قوم کا نقصان نہیں کر سکتا۔ چونکہ اس میں قوم کا فائدہ ہوتا ہے اس لئے وہ قومی مفاد کی حفاظت کے واسطے اور اس کے ساتھ اتفاق کے لئے اسے چھوڑ دے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمدن قائم رہے گا۔ یہ مالک یوم الدین کے ماتحت ہوتا ہے۔ پھر یہی حالت انفرادی نقصان کے ساتھ ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ انفرادی طور پر تو بے شک مجھے اس سے نقصان ہے۔ لیکن میرے اس نقصان سے جماعت کو فائدہ ہوتا ہے تو وہ اپنے نقصان پر جماعت کے فائدے کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ میرا نقصان ہوتا ہے۔ مجھے اپنے آپ کو اپنے آپ بچانا چاہیئے۔ اور اگر کوئی اسے کہتا بھی ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ میں مجبور ہوں۔ میری قوم کہتی ہے کہ ایسا کرو یا نہ کرو۔ اور میری قومی حیثیت تقاضا کرتی ہے کہ میں اس کے فائدہ کو ہر وقت مدنظر رکھوں

یہ تین صفات ہیں

جو انسان میں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے رحمانیت کی صفت ہے بے شک یہ صفت یہ تقاضا کرتی ہے کہ انسان اپنے وجود کو علیحدہ اور نمایاں طور پر دکھلائے۔ لیکن قوم سے کٹ کر نہیں بلکہ قوم کے ساتھ منسلک رہ کر بے شک یہ صفت ایک رنگ میں ایک حد تک غیر محدود بھی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ اپنی ذات میں محدود بھی ہے لہذا ایک انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے وجود کو علیحدہ اور الگ دکھلائے۔ لیکن قوم کے ساتھ رہ کر۔ قرآن شریف میں مومن کے متعلق آیا ہے کہ وہ سابق بالخیرات ہوتا ہے

گویا مومن کے لئے یہ بھی ایک شرط ہے۔ کہ وہ آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ پس جو مومن ہوتے ہیں وہ سباق کرتے ہیں۔ مگر سبقت کرنے کے یہ معنے نہیں کہ دوسرے کو لتاڑ کر اور پچھاڑ کر آگے بڑھے بلکہ یہ ہیں کہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ بڑھائے اور جو جس حال میں ہے آگے بڑھتا جائے۔ اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ سارے آگے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ ایک مومن کی شان یہی ہے کہ وہ ساری قوم کو بھی آگے بڑھائے۔ اور خود بھی آگے بڑھے

ہماری جماعت کے افراد کو بھی چاہیئے

کہ اس قسم کا سباق کریں۔ کیونکہ اگر کسی جماعت کے بعض افراد خود سباق تو کریں مگر دوسروں کو گرا کر۔ تو وہ درحقیقت سباق نہیں کرتے بلکہ قوم کو تباہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان کو اپنا ذاتی فائدہ منظور ہوتا ہے۔ جو قومی فوائد کے منافی ہوتا ہے۔ پھر اگر کوئی امر کسی قوم کے فوائد کے منافی ہوتا ہے۔ تو اس سے نہ صرف وہ قوم ہی تباہ ہوتی ہے۔ بلکہ خود وہ شخص بھی اس سے متاثر ہوتا ہے۔ جس نے ناواجب سباق کے ذریعے ایک ایسا امر کیا ہو جو جماعتی اور قومی فوائد کے مخالف ہو کیونکہ قوم افراد کا ہی مجموعہ ہوتی ہے۔ اور وہ شخص بھی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

ایک دفعہ بعض وہ صحابی جو غریب تھے اور

صدقہ وخیرات کی مقدرت

نہ رکھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ہمارے بعض بھائی جو امیر ہیں اور دولت رکھتے ہیں۔ صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہم سے نیکی میں بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتایا جائے کہ نیکی کرنے اور ثواب پانے میں ہم ان سے بڑھ جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار تسبیح اور چونتیس بار تکبیر پڑھ لیا کرو۔ انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ لیکن جب امراء کو اس کا پتہ لگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو یہ بات بتائی ہے تو انہوں نے بھی تسبیح اور تکبیر پڑھنی شروع کر دی اس پر غریب صحابہؓ نے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور! امراء بھی یہ

پڑھنے لگ گئے ہیں۔ اور اس طرح پھر ہم سے بڑھ گئے ہیں یہ سنکر آپ نے فرمایا یہ خدا کی دین ہے اس کے کسی کو اس میں سباق بالخیر کا ایک عمدہ سبق ہے غریب صحابہؓ نے یہ نہیں چاہا کہ ان کا مال اور دولت جس کی وجہ سے وہ ہم سے نیکی میں بڑھ جاتے ہیں جاتا رہے بلکہ یہ چاہا کہ ان کا مال و دولت بھی رہے اور ہمیں بھی کوئی ایسا طریق معلوم ہو جائے کہ ہم ان سے بڑھ سکیں۔ اسی طرح امراء صحابہؓ نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان غریبوں کو اس طریق سے محروم کر دیا جائے کا خیال کیا ہو بلکہ یہ کہ سباق بالخیر کے ماتحت اس کام کو اختیار کر کے اور بھی ان سے آگے بڑھ گئے۔

تو یہ جو انانیت ہے یہ فطری طور پر ایک اچھی چیز ہے یہ نہ ہو تو افراد قائم نہیں رہ سکتے اور اگر افراد قائم اور مضبوط نہ ہوں تو قوم قائم اور مضبوط نہ ہوگی۔ پس

تعلیم انانیت یہ ہے

کہ وہ ہر ایک انسان رہتے ہیں نہیں ان کے حقوق بھی ضائع نہ کرے۔ اور آگے بھی بڑھے اور آگے بڑھنے پر یہ بات مدنظر ہو کہ دوسرے بھی ساتھ ہی بڑھیں۔ لیکن اگر یہ دکھا بازی یعنی دوسروں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے اور ان کو دبا کر آگے بڑھا جائے تو یہ انانیت نہیں۔ یہ جبار بننے کی ادعا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے ہم اگر آگے بڑھتے ہیں تو یہ دیکھتے رہنا چاہیئے کہ انانیت بدل کر کہیں جباریت تو نہیں بن گئی۔

دوسری صفت رحیمیت ہے

اس کے ماتحت انسان میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں اچھے کام کروں اور برے کاموں سے بچوں۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں امتیاز بین الحق والباطل پیدا ہو۔ اور امتیاز بین الحق والباطل کی پیدائش کیلئے کسی شرط کی ضرورت نہیں۔ یہ امتیاز بلا کسی شرط کے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے ماتحت انسان میں یہ مادہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہر اس چیز کو اختیار کرے جو حق ہے۔

خدا کا قرب

حاصل کرانے والی ہے ترقی دیتی ہے۔ اور ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو باطل ہے۔ خدا تعالیٰ سے دور کر دینے والی ہے اور بجائے ترقی کے تنزل کی طرف لے جانے والی اور صفت رحیمیت کی شرط تو کوئی نہیں مگر اس کی کچھ حد بندی ضرور ہے اور وہ اگلے حصہ کے ماتحت ہے۔ جو مالک یوم الدین کہلاتا ہے اس میں جب ایک شخص پہنچتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ قربانی کرے یعنی اگر کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے تو پھر اپنے نفع و نقصان کو چھوڑ کر کرے یعنی ایسے طور پر وہی کام کرنے میں خواہ کس قدر سہولت اور آرام ہو۔ اور نہ کرنے میں کس قدر نقصان اور تکلیف ہو مگر جب وہ مالک یوم الدین کے ماتحت آجائے اور اسے نہ کرنے کے لئے کہا جائے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نہ کرے۔ مثال کے طور پر نماز ہی کے معاملہ کو لے لو

نماز مل کر پڑھنے کا حکم ہے

یعنی یہ کہ اکٹھے ہو کر باجماعت پڑھو۔ اب

اگر امام کو آنے میں دیر ہو جاتے اور کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ لے۔ تو یہ اس کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ شریعت نے ہر نماز کے لئے وقت کا جو اندازہ مقرر کیا ہے کہ فلاں وقت سے لے کر فلاں وقت تک نماز ہو سکتی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر تھوڑی دیر آگا پیچھا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ مدنظر نہ ہوتا تو شریعت میں خاص وقت مقرر کر دیا جاتا کہ عین فلاں وقت پر فلاں نماز ادا کرو۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا جس طرح رحمانیت کے آخر میں

رحیمیت کی ابتداء

نے شروع ہو کر ایک ملکا سا فرق رحمانیت کی تعریفوں میں پیدا کر دیا۔ اسی طرح رحیمیت کے آخر میں مالک یوم الدین نے شامل ہو کر رحیمیت کی تعریفوں تبدیلی پیدا کر دی۔ چونکہ اس کے ساتھ تمدن کا سوال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے تمدن کے لحاظ سے تعریفوں میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نہ صرف انسان ہی کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ تمدن کو مدنظر رکھے۔ بلکہ احکام شریعت بھی یہاں سے اس قسم کے شروع ہو جاتے ہیں جو تمدن کو اپنے اندر رکھتے ہیں

نماز کی فلاسفی

کا ایک پہلو قیام تمدن بھی ہے۔ لوگ اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو یہ اس لئے کہ شریعت کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ با جماعت نماز پڑھو مگر مل کر کام کرنا تمدن کا ایک طریق بھی ہے۔ اور جب نماز مل کر جماعت پڑھی گئی تو تمدن کی اس طرح پر عمل کیا گیا۔ پھر رکوع۔ سجود وغیرہ ہے۔ یہ بھی سراسر امام کی متابعت ہے۔ مقتدی کی منشاء ہو یا نہ ہو کہ وہ اس رکوع یا سجود میں جائے۔ جس وقت کہ امام جاتے۔ لاسے اسکی اتباع کرنی پڑتی ہے۔ اور بغیر پوری اقتداء کرنے کے یہ نہیں کہہ سکتے اس نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی امام کی متابعت کرنا بالکل ویسی ہی ہے جیسا کہ کسی سردار قوم کی اطاعت کرنا یہ بھی تمدن ہی ہے کیونکہ جب تک قوم کسی سردار کی اطاعت نہ کرے تمدن قائم نہیں رہ سکتی۔

غرض مل کر کام کرنا اور کسی

امام کی متابعت کرنا تمدن ہے

اور شریعت نے اس کے لئے جو احکام رکھے ہیں اور جو اس وقت کے بعد انسان کو پورے کرنے پڑتے ہیں وہ تمدن کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چونکہ تمدن کا قائم رکھنا ہر قوم کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے جو شرعی حکم اس وقت کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ان میں تمدن کو بھی مدنظر رکھ کر رکھے گئے

ہیں مگر باوجود اس کے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں تو پوری اقتداء نہیں کرتے یہاں تک کہ امام اگر سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو وہ سجدے میں پڑے ہوتے ہیں اور جب امام دوسرے سجدے میں جانے کے لئے تکبیر کہتا ہے۔ تو وہ پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں۔ ایسے سجدے سجدے نہیں ہوتے۔ کیونکہ

امام کی اقتداء

نہیں ہوتے بلکہ اپنی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہوں گے امام تو ایک منٹ سجدہ کر کے اٹھ کھڑا ہوتا ہے ہم دو منٹ سجدہ کریں گے تو زیادہ ثواب ملے گا مگر یہ بات غلط ہے۔ ایسے موقعہ پر امام کی اقتداء میں ہی ثواب اور نیکی ہے۔ اور سجدہ وہی ہے جو امام کے ماتحت ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ امام کے پیچھے بیٹھے رہتے ہیں یا امام سے آگے چلے جاتے ہیں ان کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دیا جائے گا۔

پس اس سے بچنا چاہیئے۔ نادان اسے نیکی سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ نیکی نہیں۔ نیکی اسی میں ہے۔ کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے وقت امام کی پوری پوری اقتداء کی جائے

تیسری صفت

مالک یوم الدین

کی ہے اور یہ صفت تمدنی طور پر قوم کے ساتھ اپنے آپ کو ملا دینا ہے۔ بعض لوگ قوم کے ساتھ اپنے آپ کو ملاتے تو ہیں۔ لیکن ان سے غلطی یہ ہو جاتی ہے کہ اتنے نقال ہوتے ہیں کہ وہ اپنی انانیت کو ہی مٹا دیتے ہیں۔ اور یہ کوئی خوبی کی بات نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص قوم میں داخل ہوتے وقت اپنے وجود کو مٹا ڈالے تو وہ صرف نقال رہ جاتا ہے۔ اور صرف نقال رہ جانا کوئی خوبی نہیں ہے۔ اس کی مثال آجکل کے مسلمان ہیں کہ درحقیقت اسلام کی کوئی بات ان میں نہیں۔ لیکن ان کے باپ دادے چونکہ مسلمان تھے اور ان میں اسلام کی خوبیاں تھیں۔ اس لئے یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یہ اگر کچھ ہیں تو صرف باپ دادوں کے اخلاق اور ان کی تصویریں ہیں جو اپنی ذات میں کوئی شے نہیں کیونکہ یہ اس لئے ظہور میں آیا کہ انانیت کے ساتھ انہوں نے دوسری خوبیوں کو بھی مٹا دیا۔ پس سب سے پہلی بات جو انسان کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انانیت کو قائم رکھے۔ اور ایسے طریق پر قائم رہے کہ

جباریت کا رنگ

نہ اختیار کرے۔ پس مومن کو چاہیئے کہ وہ

ان تینوں صفات کو قائم رکھے یعنی اس میں انانیت بھی ہو اچھے بُرے میں تمیز بھی ہو اور اندھا دھند نقل بھی نہ کی جائے۔ بلکہ اپنے آپ کو ایسے رنگ میں قوم کے ساتھ ملانے کہ قوم کے ساتھ ملا بھی رہے اور اس کا اپنا وجود بھی الگ نظر آئے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بالکل رت بجگے بن جاتے ہیں۔ خواہ کچھ ہی بات ہو وہ سچ ہے سچ ہے کہتے اور اپنی رائے اور ارادے کو دبا کر ضائع کر دیتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ

ایک راجہ نے ایک دفعہ بینگن کھائے

تو اسے بہت ہی مزہ آیا۔ جب دربار میں آیا تو کہنے لگا بینگن کیا ہی اچھی چیز ہے۔ اس کا ایک مصاحب تھا۔ اس نے بھی بینگن کی تعریف شروع کر دی کہ اور تو اور اس کی شکل ہی دیکھئے کیسی عمدہ ہے۔ سر تو ایسا ہے جیسے کسی پیر نے سبز پگڑی باندھ رکھی ہو۔ نیلگوں لباس تو آسمان کا رنگت کو مات کر رہا ہے۔ پودے کے ساتھ لٹکا ہوا تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی شہزادہ جھولا جھول رہا ہے۔ اور طبی طور پر بھی اس کی خوبیاں تھیں ساری کی ساری گن ڈالیں۔ یہ باتیں سنکر راجہ کو اور شوق پیدا ہوا۔ اور اس نے کچھ دن بینگن کھائے۔ بینگن چونکہ گرم ہوتے ہیں۔ اس لئے اس نے حدت پیدا کی۔ تو راجہ نے ایک دن کہا۔ بینگن بہت بڑی شے ہے۔ اس پر اسی مصاحب نے اس کی برائیاں بیان کرنی شروع کر دیں یہ کہنے لگا۔ شکل تو دیکھئے کالا منہ نیلے پاؤں ہیں۔ اس سے بھی زیادہ اور کیا برائی اس کی ہو سکتی ہے کہ الٹا لٹکا ہوا ہے۔ جیسے کسی نے پھانسی پر لٹکایا ہو۔ چونکہ ہر شے کی کچھ خوبیاں اور کچھ برائیاں ہوتی ہیں۔ اس موقعہ پر اس مصاحب نے اس کی تمام وہ برائیاں جو طبی طور پر تھیں بیان کیں۔ پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی نے کہا یہ کیا؟ اس نے جواب دیا۔

میں راجہ کا نوکر ہوں نہ بینگن کا

ایسے لوگ بڑے بکلے ہوتے ہیں جس مجلس میں جاتے ہیں اگر وہ جماعت کے لوگوں سے ملتے ہیں تو وہی کام کرنا شروع کر دیتے ہیں جو جماعت کے افسر اور کرتے ہوتے ہیں۔ مثلاً چندہ شروع کر دیتے ہیں۔ تبلیغ کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ معناً مین نویسی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جب ادھر ہی جاتے ہیں تو انہیں کے سے ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بھائی کیا کبھی ہو سکتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ دل سے مل جائیں۔

ایسے لوگوں کی روش وہی ہوتی ہے جسے انگریزی میں Herd Instinct یعنی

بھیڑ چال

ہوتی ہے۔ بھیڑوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ اپنی عقل اور ارادہ سے کام نہیں لیتیں بلکہ جو ایک بھیڑ نے کیا وہی سب کر لیتی ہیں کہتے ہیں ایک دفعہ بھیڑوں کے رستے میں رسی باندھ دی گئی۔ جب بھیڑیں وہاں پہنچیں تو پہلے اگلی دو تین بھیڑیں اس پر سے کود گزریں۔ ان کے بعد رسی کھینچ لی گئی لیکن پھر بھی جو بھیڑ اس جگہ پہنچتی کود کر گزرتی۔ اس سے بھیڑ چال کی مثال مشہور ہو گئی۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو

اپنی عقل اور ارادہ سے

کام نہیں لیتے۔ ان کے کام بھیڑ چال سے بڑھ کر نہیں ہوتے۔ ایسے لوگ جس مجلس میں جاتے ہیں اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں اور جس رنگ کے لوگوں سے ملتے ہیں۔ ویسے ہی بن جاتے ہیں۔ ان کی زندگی اپنی علامت ہوتی ہے نہ عقل نہ ان میں ارادہ ہوتا ہے نہ استقلال۔ ہر ایک مومن کو چاہیئے کہ اس عادت سے بچے اور ان خصائل ثلاثہ کو اپنے اندر پیدا کرے کیونکہ جب یہ تینوں خصلتیں اکٹھی ہوں تو انسان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی نہ ہو کہ انانیت اس حد تک بڑھ جائے کہ ایک طرف جباریت کا رنگ اختیار کرے اور دوسری طرف سرکشی اور کسی کا کہنا ہی نہ مانے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ احمدیوں کی کوئی نہ کوئی علامت ہونی چاہیئے جس سے لوگ انہیں پہچانیں۔ مثلاً سبز پگڑی ہو۔ اگر اس بات کو جاری کیا جائے اور پھر کوئی کہے کہ اگر میں سبز پگڑی نہ باندھوں تو کیا حرج ہے تو یہ انانیت ٹھیک نہیں ہو گی۔ اب یہی داڑھی منڈانا ہے۔ اب اگر کسی شخص کو ہم یہ کہیں کہ داڑھی منڈایا کرو۔ داڑھی منڈانا اچھا نہیں اور وہ کہے مجھے اس کے متعلق کوئی حکم نہیں لیکن جب تمہاری قوم کا یہ ایک امتیازی نشان ہے تو تمہیں داڑھی رکھنی چاہیئے۔ اس پر بھی اگر وہ نہ مانے تو اس میں صحیح اور سچی انانیت نہیں بلکہ سرکشی ہو گی یا انانیت کا غلط استعمال

بغیر کیریکٹر کے کوئی قوم قوم نہیں

بن سکتی۔ جتنی قومیں دنیا میں ہیں ان کے کیریکٹر دنیا پر ظاہر ہوتے ہیں ان کے کچھ امتیازی نشان ہوتے ہیں جن سے ان کا پتہ ملتا ہے اور وہ شناخت کی جاتی ہیں۔ اور افراد قوم کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ کیریکٹر

رنگوں اور نشستوں کی پابندی کریں کیونکہ افراد اگر چاہتے ہیں کہ قوم قائم رہے اور قومی روح اگر ان کے اندر ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ قوم کے ساتھ ہر رنگ میں مشابہت پیدا کریں۔

جب کہ ان امور میں جن کا قوم کے ساتھ اتنا تعلق نہیں ہوتا۔ اور اپنی ذات میں بھی وہ بالکل چھوٹے چھوٹے معمولی ہوتے ہیں۔ ایک شخص دوسرے سے مشابہت پیدا کرتا ہے جس سے تمدن قائم ہوتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان امور میں قوم کے ساتھ مشابہت پیدا نہ کرے جن کا قوم کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ دیکھو اگر ایک خاوند اپنی بیوی سے کہے میری چارپائی فلاں جگہ بچھانا اور بیوی دوسری جگہ بچھا دے تو خاوند یہ دیکھ کر لڑائی پر آمادہ نہیں ہو جائے گا بلکہ بیوی کے کام سے اتفاق کرے گا ورنہ اگر ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھر میں لڑائی جھگڑا ہونے لگے تو گزارہ کس طرح ہو سکے۔

بے شک بہت سی چیزیں اپنی ذات میں مفید ہوتی ہیں۔ مگر وہ بعض مقام پر غیر مفید ہو جاتی ہیں۔ مثلاً لیٹنا ہے یہ اچھا تو ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے لیٹنے میں آرام رکھا ہے۔ جب انسان تھک کر لیٹ جائے تو اسے آرام پہنچتا ہے اور تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مجلس میں آ کر پاؤں پسار کر لیٹ جائے تو ہم کہیں گے یہ برا کام ہے کیونکہ یہ لیٹنے کا مقام نہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ لیٹنا اچھا ہے اور اپنی ذات میں بہت مفید ہے لیکن اس موقعہ پر اچھا نہیں۔

اسی طرح جہاں نماز کے لئے جماعت ہوتی ہے وہاں اگر کوئی شخص اپنی علیحدہ نماز پڑھے تو وہ نماز اس موقعہ پر اچھی نہ ہو گی۔ پس ہر

کام کرتے وقت یہ بھی دیکھنا چاہئے

کہ وہ کام اپنی ذات میں کیسا ہے۔ اور پھر اس کے موقعہ اور مقام پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر اپنی ذات میں اچھا ہے تو کیا موقعہ اور مقام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے

تمدنی طور پر چھوٹی چھوٹی باتوں کا کرنا جن کا کہ اخلاق اور روحانیت کے ساتھ تعلق ہے۔ جب مفید ہوتا ہے تو کیوں نہ اس قسم کی بڑی بڑی باتوں میں قوم کے لئے قربانی کی جائے۔ ہاں تمدن پر انانیت کو غالب نہ آنے دینا چاہیئے اور کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہیئے جو قومی رنگ میں نقصان دہ ہو۔ پس ہر شخص کو چاہیئے کہ ہر اس بات کو چھوڑ دے۔ جو قوم کے لئے مفید نہ ہو خواہ وہ اپنی ذات اور مقام کے لحاظ سے اس کے اپنے لئے بے حد ہی مفید ہو

احمدیہ لٹریچر کی تاثیرات عظیمہ

(بقیہ صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نیا مذہب نہیں لائے۔ آپ نے صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی کی صحیح تفسیر و تشریح سے دنیا کو آگاہ فرمایا یورپ کے اکثر نومسلم جنہیں اسلام قبول کرنیکی توفیق ملی ہے آپ ہی کے پیدا کردہ عظیم لٹریچر کے مرہون اور زیر بار احسان ہیں"۔ (الفضل ربوہ ۲۸ ۵/۶۳)

اس قسم کے واضح عملی ثبوت کی موجودگی میں پھر بھی اگر صوفی صاحب یا ان کے ہمخیال لوگوں کو اپنی ہی بات پر اصرار ہو تو یہ ان کی مرضی درنہ حقیقت وہی ہے جسے مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار نے بھی تسلیم کیا اور شاید صوفی صاحب کو بھی کسی وقت ایسا ہی کہنا پڑے:-

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کوئٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی پر ایمان لے آتے ہیں۔ یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں"۔ (زمیندار ۹ ۱/۳۲)

کاش! صوفی صاحب تعصب کو چھوڑ کر اپنی عاقبت کی درستی کے لئے احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کریں اور پھر اس کی تاثیرات عظیمہ کا مشاہدہ کریں ونعم ما قال المسیح الموعود علیہ السلام

غرض تینوں صفات جب اکٹھی ہوں تب انسان کامل ہوتا ہے۔

اسی کا نام صراط المستقیم ہے

وہ ان سب کے بیچ میں چلتا ہے ماسی راہ پر چلتے ہوئے جب ان شرائط کی پابندی بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور انسان مدارج ترقی پر چڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شرائط کی پابندی نہیں کرتا تو یہ وہ ایسی انانیت کرتا ہے جو درست نہیں اور جس سے قوم کے ساتھ مل نہیں سکتا اور الگ رہ کر بناہی پیدا کرتا ہے۔ درست راستہ یہی ہے کہ وسطی طریق اختیار کیا جائے۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ان باتوں کے سمجھنے اور کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکیں۔

(الفضل ۲ ش/۶۳)

موصی احباب توجہ کریں اور اصل آمد جلد بھجوائیں

دفتر ھذا کی طرف سے جملہ موصیوں کو فارم اصل آمد اپریل ۱۹۶۳ء میں بھجوائے گئے تھے۔ لیکن ابھی تک بہت سے موصیوں کی طرف سے یہ فارم واپس نہیں آئے اب ان کو انفرادی طور پر یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ اس لئے درخواست ہے کہ جلد از جلد فارم اصل آمد بعد تکمیل واپس فرما دیں۔ تا کہ ان کو سالانہ حساب بھجوایا جا سکے۔ اور اس طرح یاد دہانیوں کے سلسلہ میں اخراجات ڈاک پر سلسلہ کا روپیہ ضائع نہ کرنا پڑے۔

مجھے امید ہے کہ احباب جلد از جلد اس طرف توجہ فرمادیں گے جزاکم اللہ احسن الجزاء

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ جناب خورشید عالم صاحب چیف سب ڈیو آپریٹر ڈاک آفس بمبئی نے محکمانہ امتحان دیا ہے ان کی کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمائے۔ اور ان کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر امور عامہ قادیان

۲۔ خاکسار کے دو بھانجے عزیزان مرزا لطیف احمد و مرزا الیق احمد سلمہما اللہ تعالیٰ موٹر سائیکل کے حادثہ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ دونوں کی دائیں ٹانگ کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ اب پلستر اتارنے پر معلوم ہوا ہے کہ ہڈیاں درست نہیں۔ دوبارہ اپریشن ہو گا۔

دونوں بچوں کی صحت کاملہ کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار

مرزا منور احمد درویش قادیان

دعائے مغفرت

ہماری جماعت کے ایک پرانے مخلص دوست مکرم مولوی محمد حسن صاحب جن کا دن رات تبلیغ احمدیت ہی دلچسپ مشغلہ تھا جو زندگی بھر ایک نڈر مبلغ کی طرح کام کرتے رہے۔ اور جن کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں کئی سعید روحوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ جنہیں بعد ازاں والے "قادیانی حسن" کے نام سے موسوم کیا کرتے تھے گذشتہ ۱۲ر جون ۱۹۶۳ء بعد جمعہ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ مولا کریم انہیں غریق رحمت کرے آمین ثم آمین

السلام ہے

یار وخودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں

قادیان میں ایک درویش کی شادی

قادیان ۹ر جولائی۔ ہفتہ زیر اشاعت مقامی طور پر قادیان میں مکرم خواجہ دین محمد صاحب درویش کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سے پیوستہ جمعہ بتاریخ ۲۸ ۶/۶۳ کو خواجہ صاحب کے نکاح کا اعلان قبل از خطبہ جمعہ مسجد اقصیٰ میں فرمایا۔ یہ نکاح مسماۃ ہدایت النساء صاحبہ (بیوہ بشیر احمد صاحب سندھی مرحوم درویش) کے ساتھ مبلغ ۵۰۰/- روپے مہر پر قرار پایا تھا۔ شادی کی تقریب بتاریخ ۵ر جولائی بروز جمعہ بعد نماز عصر عمل میں آئی۔ جبکہ عصر کی نماز کے بعد محترم مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل نے مسجد مبارک میں درویشان قادیان سمیت اجتماعی دعا فرمائی۔ مکرم خواجہ دین محمد صاحب نے کل بعد نماز مغرب دعوت ولیمہ دی۔ جس میں سال ستر مقامی احباب کو مدعو کیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر رنگ میں بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(ایڈیٹر)

اذکروا موتکم بالخیر

والدِ محترم مولوی محمد عزیز الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر

از مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ۔ میسور

مبارک وہ جو اب ایمان لایا ۔ صحابہ سے ملا جب مجھکو پایا
وہی مے اُنکو ساقی نے پلادی ۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں ایسے مبارک زمانے میں پیدا کیا جس کو پانے کے لئے کروڑوں ترستے ہوئے دنیا سے گذر گئے۔ اور ہمیں ایسے وجودوں کی نسل سے پیدا کیا جنہیں آخرین منہم کا مبارک لقب پانے کا فخر حاصل ہوا۔

ہمارے دادا جان

ہمارے دادا جان رض حضرت مولوی حکیم وزیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنگریاں ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ براہین احمدیہ کی اشاعت کے ابتدائی زمانہ میں آپ مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے اور موسمی تعطیلات میں اپنے وطن کنگریاں آئے ہوئے تھے۔ ان دنوں آپ کو براہین احمدیہ کی اشاعت کا علم ہوا اور خوش قسمتی سے مطالعہ کا موقع بھی میسر آیا۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے جید عالم تھے۔ اس کتاب پر نظر ڈالتے ہی مؤلف براہین احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کا اشتیاق لئے پا پیادہ کنگریاں سے قادیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دادا جان رض سے آمد کی وجہ دریافت فرمائی۔ جس کا جواب دادا جان رض نے موزوں فارسی شعر میں دیا کہ وہ جام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو پلایا تھا میں وہ جام پینے کے اشتیاق سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکراتے ہوئے اندرون خانہ تشریف لے گئے اور گھر سے چائے کی پیالی لاکر دادا جان رض کی تواضع فرمائی۔ اس پیالی کو پی کر آپ کو عشق اسلام میسر آیا۔ محترم والد صاحب رض مزے لے لے کر یہ واقعہ سنایا کرتے تھے۔ دادا جان رض ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اُس چائے کی پیالی نے مجھ میں نماز کا ذوق و شوق اور سرور ایسا کوٹ کوٹ کر بھر دیا کہ اُس کے بعد کبھی کوئی نماز قضاء نہ ہوئی بلکہ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی۔ دادا جان کا یہ سفر خدائی نصرت سے تھا۔ آپ کی فراست اور خوش نصیبی قابل رشک ہے کہ آپ نے حضور کی خدمت میں دعویٰ مسیحیت سے قبل بیعت کی درخواست کی جس کا جواب حضور نے "لست ماموراً" میں دیا۔ یہ جواب پاکر بھی آپ یقین سے پُر رہے کہ امام مہدی آپ ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بمعہ اہل و عیال بھی حاضر ہوتے رہتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعویٰ سے قبل بھی دعائیں کرانے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے طفیل اولاد نرینہ

دادا جان رض کے ہاں چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں لیکن اولاد نرینہ سے آپ محروم تھے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے طفیل اولاد نرینہ سے نوازا۔ اس خصوص میں محترم والد صاحب رض کا مکتوب گرامی جو اُن کے دست مبارک کا تحریر کردہ ہے درج کیا جاتا ہے۔ موصوف نے یہ خط مرکز کے اعلان کے جواب میں محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی خدمت میں تحریر کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از راولپنڈی محلہ اکال گڑھ
مکان نمبر ۱۲۷۴ مورخہ ۲۸ [illegible] ۵۵ء

مکرمی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب
ادام اللہ فیوضکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ خاکسار محمد عزیز الدین عفی اللہ تعالیٰ عنہ ولد حکیم مولوی وزیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی احمدی ہے۔ میری تاریخ ولادت ۲۲ر جون ۱۸۸۶ء ہے۔ میرا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رکھا ہوا ہے۔ اور میری پیدائش بھی بطفیل دعائے حضرت اقدس چھ لڑکیوں کے بعد ہوئی تھی۔ والد مکرم رض حضرت اقدس کے دعوئے مسیحیت سے پہلے کے معتقد تھے اور ابتدائی عمر میں براہین احمدیہ کا پڑھتے ہی فریفتہ ہو گئے۔ خدمت مبارک میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی۔ مگر حضورؑ نے فرمایا ابھی تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم نہیں ملا۔ والد مکرم رض کا اسم گرامی ۳۱۳ میں سے ہے۔ آپ نے میری ولادت پر کچھ فارسی میں اشعار لکھے تھے جن میں سے ایک یہ ہے

بہ پیر ما دادہ ما را فرزند
عزیز الدین کہ بادا زبخت خورسند

نیز ایک قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں لکھ کر سنایا تھا جس کے چند شعر جو یاد ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

اے امام قادیانی بر تو صلوٰۃ و سلام
داستان نازانی گوش فرما از غلام
نیک میدانی کہ شور سرکشان ہر سو بپاست
از چہ حکمت ماندہ ذوالفقارت در نیام
نے جواب سرمہ آمد نے تریاق القلوب
نے جواب امہات المومنین زاں نظام

یہ پہلے شعر تھے آخری مصرعہ یہ تھا۔

بر عزیز الدین دعائے خیر و برکت والسلام

پاک شاعری کے عنوان سے یہ قصیدہ اخبار الحکم میں شائع ہو گیا تھا۔ خاکسار سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم پاتا رہا ہے۔ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز و حضرت مرزا بشیر احمد مدظلہ و حضرت مرزا عزیز احمد صاحب سلمہ ربہٗ کے ساتھ ہم جماعت ہونے کا فخر رکھتا ہے۔ براہ کرم احقر کا نام بھی زمرہ صحابہ شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

خاکسار محمد عزیز الدین عفی اللہ تعالیٰ عنہ ریٹائرڈ
سٹیشن ماسٹر۔

اس مکتوب سے عیاں ہے کہ دادا جان رض کیسے خوش نصیب انسان تھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو کشتی کے چند مبارک افراد میں شامل ہونے کا فخر بخشا جو دعوے سے قبل حضور کی غلامی میں شامل ہو گئے۔ اور اپنے نام کو زندہ جاوید بنا گئے۔ آپکے بعد محترم والد صاحب رض جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا مجسم نشان تھے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں ۷۵ سال کی عمر عطا کی اور اُن کا وجود ہمارے خاندان کے لئے خیر و برکت کا موجب رہا۔

حضرت دادا جان کی وسیع نسل

دادا جان رض پر نومبر سنہ ۱۹۰۰ء میں اچانک فالج کا سخت حملہ ہوا۔ جب سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ لیکن اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے وسیع نسل کا نشان اپنے گھر میں دیکھ کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ محترم والد صاحب رض کی شادی چھوٹی عمر میں ہی کر دی گئی۔ چنانچہ آپ کی وفات سے پہلے خاکسار کی بڑی ہمشیرہ محترمہ صالحہ ناظمہ صاحبہ اور مرحوم بھائی صلاح الدین صاحب پیدا ہو چکے تھے۔ ہمشیرہ صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی یادگار ہیں۔ جن کا نام بھی حضورؑ نے ہی رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

آپ کی ولادت پر خوشی

دادا جان رض کے پورے خاندان میں محترم والد صاحب رض کی پیدائش نہایت قدردانی کے ماحول میں ہوئی۔ اور خدائی نشان دیکھ کر سب جھوم پڑے۔ خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لائے۔ حضرت دادا جان رض نے وقتاً فوقتاً اردو و فارسی قصائد لکھ کر اس خوشی کا عملی اظہار کیا۔ اور اُن میں سے بعض قصائد کو اخبارات سلسلہ میں بھی شائع کروایا گیا۔ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کرنے یا سنانے اور کلمات تحسین سننے کی بھی سعادت حاصل کی۔ نیز اس ڈھب سے بھی بار بار حضور کی خدمت میں اپنے فرزند ارجمند کے لئے تحریک دعا کرتے رہے۔ اس نشان سے خاندان کے افراد کو ازدیاد ایمان حاصل ہوا۔

محترم والد صاحب رض کا بچپن

جیسا کہ آپ کے مکتوب سے ظاہر ہے کہ آپ کو ابتدائی عمر میں قادیان میں رہ کر نہ صرف تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملا بلکہ پاک نونہالوں کی ہم جماعتی اور معیت کا بھی فخر نصیب ہوا۔ فالحمد للہ۔ علاوہ ازیں اپنے والد محترم رض کے ساتھ بعض اہم سفروں میں بھی شریک رہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھنے کی سعادت حاصل کی۔ مثلاً کانگڑہ کے زلزلہ کا نشان۔ جلسہ مذاہب عالم میں شرکت اور بعض دوسرے نشانات۔

شکل و صورت

بچپن کے فوٹو سے معصومیت اور نورانیت کی جھلک چہرے سے نظر آتی ہے۔ جوانی میں اپنے مقدس آقا حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ سے بمصداق جمال ہمنشیں با من اثر کرد۔ مشابہت رکھتے تھے۔ بڑھاپے میں بیماری اور ضعف سے بہت نحیف ہو گئے تھے۔ لیکن جوانی میں آپ کی پاک، وجیہہ اور باوقار شکل کو دیکھ کر اکثر لوگ بزرگ اور روحانی وجود کا خطاب دیتے۔

آپ کی تعلیم

آپ نے اپنے والد محترم رض کے زیر سایہ امتحان ورنیکلر مڈل پاس کیا۔ بعد میں میٹرک تک قادیان میں تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ کو طب سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ جس کا ابتدائی ذوق اپنے والد مکرم رض کی صحبت میں بچپن ہی میں تھا۔ لیکن لاہور میں ملازمت کے دوران میں کچھ عرصہ طبیہ کالج میں بھی تعلیم حاصل کی۔ ازاں بعد اپنے خاندان کے بعض طبیبوں کے تجارب اور معمولات مطب سے استفادہ فرماتے رہے۔ نیز خود بھی جب تک صحت نے اجازت دی علم الابدان اور علم الادیان کے مطالعہ سے مسرور و شادمان رہتے۔

ملازمت اور دینداری

آپ نے محکمہ ریلوے میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ کے دوران میں میسوپوٹیمین ریلوے میں بغداد جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ اور ہندوستان کے طول و عرض میں اس سروس میں مختلف مقامات اور شہروں میں متعین رہے چونکہ خاکسار نے بھی کچھ عرصہ کے لئے یہ سروس اختیار کی تھی۔ لہذا خاکسار کو محترم والد صاحبؓ کے رفقاء سے جہاں جہاں ملنے کا اتفاق ہوا سب کو آپ کی توصیف اور یاد میں رطب اللسان پایا۔ آپ کو قادیان میں حصول تعلیم اور بعد میں لٹریچر کے مسلسل مطالعہ کی وجہ سے تبلیغی مسائل اور علم کلام سے خاص شغف حاصل تھا جس کا اقرار اس محکمہ کے لوگوں پر بھی تھا۔ آپ خود سنایا کرتے تھے کہ آپ کو پوری سروس میں کبھی کسی سے تبادلہ خیال کے دوران میں نیچا دیکھنا نہیں پڑا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کا علمی رعب لوگوں پر قائم فرمایا۔ آپ اپنی عربی فارسی اور انگریزی قابلیت کو نہایت سلیقے سے استعمال فرماتے۔

آپ بہت کم آمیز اور کم گو تھے۔ تاہم ملازمت کے دوران میں تبلیغ کو آپ نے کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ ہر جگہ تھے اخبار سے ربط پیدا فرما کر ان کو احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہیں کو سالہا سال رہے۔ بعض مقامات پر جہاں آپ تنہا احمدی تھے۔ مرکز کی تحریک کے مطابق غیر احمدی معززین کے تعاون سے الفضل کے اہم مضامین خطبات و تحریکات کو بزرگی تبلیغ غیر احمدیوں کی مجالس میں سنانے کا اہتمام فرماتے۔ بعض معزز اور ذی علم غیر مسلموں کو آپ نے گورمکھی اور ہندی لٹریچر مطالعہ کروایا۔ جس کے مطالعہ کے بعد اُن کو مرکز اور سلسلہ سے محبت پیدا ہوئی یہ پاکیزہ احساس اُن میں اور اُن کی اولاد میں بدستور قائم ہے۔ ایک آریہ سٹیشن ماسٹر تھے جو آپ کی صحبت اور نیک نمونہ کی وجہ سے آپ کے گرویدہ اور فدائی تھے۔ اس سٹیشن دوران ملازمت میں رزق حلال پر قناعت رہی اور ناجائز آمد سے کوسوں دور رہے۔ تھانے والی سٹیشن پر آپ کے انچارج بنے محض اس وجہ سے کہ آپ اس کے ناجائز کاموں میں اس سے مجتنب رہتے۔ آپ کا تبادلہ ایک انتہائی تکلیف دہ سٹیشن کا کرا دیا۔ جہاں آپ کے بچوں کی تعلیم کے لئے کوئی سہولت نہ تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو صرف ۱۵ ماہ کے صبر کے نتیجہ میں ایسا شاندار معاوضہ دیا کہ اس کے بعد پوری سروس میں آپ نے کبھی تکلیف نہیں دیکھی۔ اور آپ کا تبادلہ کرانے والا انچارج ذلت اور شکست کا شکار ہو گیا۔ اور اس پر خدائی پھٹکار پڑی۔ اسی طرح ایک مرتبہ سکھ سٹاف کی شرارت سے آپ کی ڈیوٹی میں ایسے کلاس نمبر ... cash ہو گیا۔ تحقیقات کے لئے ڈویژنل آفیسر پہنچے۔ آفیسر انچارج آپ کی راست بیانی سے اس قدر متاثر ہوا کہ بار بار کہہ رہا تھا کہ اس شخص نے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔ سچ کو اپنا شعار بنایا ہے۔ لہذا میں ممکنہ کوشش کروں گا کہ اس شخص کو سزا نہ ملے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے سچائی کی برکت سے آپ کو بال بال بچا لیا۔ اور شریر سٹاف پر آپ کا رعب قائم کیا۔ اور جس شریر نے عمداً شرارت کی تھی وہ

شریروں پر پڑے اس کے شرارے

کا مصداق بن گیا۔

آپ ہمیشہ اپنی اصل آمد کا اندراج اپنی ڈائری میں رکارڈ فرماتے اور اصل آمد پر باشرح چندہ دیتے۔ خاکسار کو بچپن میں آپ کی ڈائریوں کو پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے اور ان ڈائریوں کے مطالعہ سے مجھے بھی چندوں کی ادائیگی میں بفضلہ تعالیٰ بچپن سے انشراح صدر اور بشاشت ایمان کی نعمت ملی ہے۔ اللھم زد فزد۔

بچپن کا ناقابل فراموش واقعہ

الگت نزالہ اسٹیشن کا واقعہ ہے کہ خاکسار روزانہ امرتسر ایم اے او ہائی سکول پڑھنے جاتا تھا۔ وہاں اور بھی احمدی بچے زیر تعلیم تھے۔ لیکن مجھے یاد نہیں کہ کبھی کسی کو مجھ جیسی مخالفت ہوئی ہو۔ مجھے مولوی ثناء اللہ کے خاندان کے بعض شریر بچے دوسرے اشرار کے ساتھ مل کر روزانہ ستاتے اور کبھی مار پیٹ بھی کرتے۔ پھر مجھے پوچھتے کہ بتاؤ کیا تم اب بھی قادیانی اور مرزائی ہو۔ یا تم نے توبہ کر لی ہے۔ میں ہمیشہ بلا خوف و خطر جواب دیتا کہ الحمدللہ میں پہلے سے بھی مضبوط احمدی ہوں۔ یہ کونسا گناہ ہے جس سے تائب ہونے کی ضرورت ہو۔ مخالفت کا یہ سلسلہ بڑھتا ہی گیا۔ حتیٰ کہ میں نے ظلم سے تنگ آکر انتقامی طور پر ایک لڑکے کو مارا۔ وہ گھر جا کر باپ کو ساتھ لے آیا۔ اس کے باپ نے مجھے گردن سے پکڑ لیا۔ اور کہا میں تو اس کو جان سے مار دوں گا لیکن جب کسی نے کہا کہ یہ سٹیشن والے مولوی صاحب کا بیٹا ہے۔ تو وہ کہنے لگا۔ کون مولوی صاحب؟ وہ جو پاک شکل فرشتہ سیرت انسان ہے۔ یہ شریر اس کا بیٹا ہے۔ تو میں اُن کی نیکیوں سے حیا محسوس کرتا ہوں۔ اور اس کو بغیر سزا کے چھوڑتا ہوں۔ بس یہ فقرے سنے ہوئے آج تیس برس سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ لیکن مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ابھی میرے کانوں میں یہ خوفناک آواز پڑ رہی ہو۔ میں اُس سکھ کی جائز گرفت کا اثر تا زیست فراموش نہیں کر سکتا۔ جب یہ شکایت میری والدہ صاحبہ مرحومہ کو پہنچی۔ تو مرحومہ جو مجسم محسن تھیں مجھ پر ایسے برسیں کہ مجھے خیال آنے لگا کہ کاش میں دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ مرحومہ نے مجھے غیرت دلائی کہ ایسے نیک باپ کی عزت کو تم نے خاک میں ملا دیا۔ اے خدا میں تو نیک اولاد چاہتی تھی وغیرہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت والد صاحب کی نیکی اور دینداری کے معجزہ سے اُس دن میری نجات ہوئی۔

سلسلہ سے وابستگی اور تحریکات سلسلہ کا احترام

آپ نے بچپن سے وفات تک خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے بعد آپ کے خلفائے کرام کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھا اور کسی امتحان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ بلکہ روز بروز اپنے ایمان اور اخلاص میں ترقی کرتے رہے۔ خود سنایا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کو خدا تعالیٰ نے بیعت سلسلہ خلافت ثانیہ سے وابستگی کی سعادت بخشی اور آپ کا وجود خاندان اور جماعت کے کئی افراد کے لئے رہنمائی کا موجب بنا۔ فالحمدللہ۔

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت

یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے سلسلہ پر آپ کا ذرہ ذرہ فدا تھا۔ لیکن آپ کی عمر کا زیادہ حصہ خلافت ثانیہ کے زیر سایہ گذرا۔ خاکسار نے آپ کو صحت کے ایام تک [illegible] سے کام لینے والا پایا۔ بڑے سے بڑے صدمے کو صبر سے برداشت فرماتے۔ اور کوئی شخص چہرے سے اندازہ نہ کر پاتا کہ آپ پر صدمہ کا کوئی اثر ہے کسی کے سامنے کبھی آنسو نہ بہاتے۔ لیکن ایک دفعہ دشمنوں نے رخاکش بدمنی حضرت امیرالمومنین اطال اللہ بقاءہ کے بارہ میں یہ مشہور کر دیا کہ معاذاللہ آپ رحلت فرما گئے ہیں۔ یہ افواہ تھی جو کسی ریلوے گارڈ نے آپ کو کسی اخبار کے حوالہ سے سنائی۔ آپ اس کو سن کر ضبط نہ فرما سکے۔ خاکسار اس وقت بچہ تھا۔ لیکن خاکسار نے اُس وقت آپ کو زار زار بچوں کی طرح تڑپتے اور تلملاتے دیکھا۔ سارے گھر کے لئے یہ منظر نہایت تکلیف دہ اور نہایت غیر معمولی تھا۔ بار بار یہ کہے جاتے تھے اور ہچکی بندھی ہوئی تھی کہ خدایا ہم نے پوری طرح قرآن نہ سیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پھر ہم نے تیرے پہلے خلیفہ سے کچھ کلام پاک کی معرفت حاصل کی۔ اور اس موعود نے تو ہمیں مسیح پاک کے مبارک زمانے کی بہار دکھانی شروع کی تھی۔ ابھی کس قدر تشنگی باقی ہے۔ اور دنیا کو ایسی تفسیر اور معارف کی کس قدر ضرورت ہے کہ مگر لوگ تو اس خزانے سے محروم اور ترستے ہوئے دنیا سے گذر رہے ہیں۔ وغیرہ۔

(باقی پھر)

جماعت احمدیہ سونگھڑہ میں شادی کی ایک تقریب

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ خاکسار کی چھوٹی دختر عزیزہ سیدہ رشیدہ خاتون سلمہا کی شادی کی مبارک تقریب خداوند رب العالمین کے خاص فضل و مصلحت کے ماتحت مورخہ ۱۹ جون ۱۹۶۲ء بمطابق ۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۲ ہجری خاکسار کے غریب خانہ میں منعقد ہوئی۔ محترم مولوی سید محمد محسن صاحب آف سدانند پور نے عزیزہ موصوفہ کا نکاح کا اعلان سرو علاقہ بالاشور اڑیسہ کے ایک مخلص نوجوان عزیز مکرم عبدالستار خان صاحب ابن معصوم خان صاحب کے ساتھ مبلغ آٹھ سو روپیہ مہر کے عوض فرمایا۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان نے بھی خصوصاً مستدانہ طور پر دعا فرمائیں کہ مولا کریم اس نکاح کو جانبین اور سلسلہ کے لئے دینی اور دنیاوی لحاظ سے مبارک کرے۔ اور مثمر ثمرات حسنہ ثابت ہو۔ اللھم آمین ثم آمین۔

اس موقعہ پر ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ احقاق حق کی خاطر موسے جہاں گذشتہ سال مباحثہ ہوا تھا یعنی متلاشیان حق بہر مستعد مسلمان اصحاب کا ایک وفد بھی بارات کے ساتھ شامل ہو کر ریل اور موٹر وغیرہ کی صعوبت برداشت کر کے اس تقریب میں شرکت کیلئے آیا۔ جن میں ایک ضعیف العمر چلنے پھرنے سے معذور شخص بھی تھے جن کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔ یہ صاحب احمدیوں کے بعض مسائل اور طور طریق وغیرہ دریافت اور مشاہدہ کرنے کیلئے آئے تھے۔ مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر دوران خطبہ نکاح اور اس کے پہلے بھی ان تبلیغی تشنہ کی تسکین کی کوشش کی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ

احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سرزمین جلد ایسے سامان پیدا کرے جس سے وہاں ایک فعال جماعت قائم ہو جائے۔ براتی قافلہ دوسرے دن اپنے نیک خیالات کے ساتھ واپس ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ فقط والسلام۔ عاجز سید حسام الدین احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم کرڈا اڑیسہ۔

انکارِ نبوت اور خدا کا قانون

تقریر مکرم سید جعفر حسین صاحب بی۔اے۔ ایل ایل۔بی ایڈووکیٹ پریذیڈنٹ جماعت
(احمدیہ شاد نگر)

یہ تقریر جماعت احمدیہ شاد نگر کی طرف سے محلہ یاقوت پورہ میں منعقدہ ایک تبلیغی جلسہ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۳ء آلہ مکبر الصوت سے نشر کی گئی۔

جناب صدر اور یاقوت پورہ کے مسلمانو!

بیمار قوم کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ علاج کے لئے کڑوی دوا کو پسند نہیں کرتی۔ جس طرح سے ایک نادان بیمار دوا کا ایک تلخ گھونٹ پسند نہیں کرتا یہی حال ایک نادان قوم کا ہے۔ ایسے وقت مریض کے تیماردار یا علاج کرنے والا حکیم دوا کی گولیوں کو شکر میں لپیٹ کر دیتا ہے میں بھی یاقوت پورہ کے بیمار مسلمانوں کے سامنے ایک کہانی سنانا چاہتا ہوں۔

حضرات! ہزاروں برس پہلے کی بات ہے کہ دنیا کی سرزمین پر ایک علاقہ میں جو اطراف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا تھا ایک فاسد و فاجر قوم کی حکمرانی تھی جس نے خالق کائنات کو بھول کر اپنے خود ساختہ خدا بنا لئے تھے۔ اور انہی کے آگے سر جھکاتے تھے ان کے کردار کا یہ حال تھا کہ چوری۔ ڈاکہ زنی۔ جھوٹ اور طرح طرح کی بدکاریوں سے انہوں نے اس دنیا کو جہنم زار بنا دیا تھا ایسے میں خدائے تعالیٰ کا ایک بندہ ان میں پیدا ہوا۔ اور اس نے تواتر سے اپنی قوم کے کانوں میں یہ بات ڈالی کہ اے میری قوم تم ایک خدا کی عبادت کرو۔ مصیبت کے وقت اسی کو پکارو۔ اسی سے مدد مانگو۔ تمہاری بداعمالیاں۔ شیطان کے کرتوت ہیں۔ گندی زندگی چھوڑو اور خدائے تعالیٰ کے امن میں آجاؤ۔ قوم کے گنہگاروں نے اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی بات نہ مانی اور نافرمانی اور سرکشی پہ کمر باندھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ کسی باغ کے اندر وہی پودے بڑھتے رہتے ہیں جن میں صحت ہے۔ طاقت ہے اور سرسبزی ہے۔ بیمار پودے باغ کے صحتمند پودوں کو بھی بیمار بنا دیتے ہیں۔ اور باغ کا مالی ان بیمار پودوں کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس باغ دنیا کا مالک ہے وہ دنیا کو بیمار اور بدکار لوگوں سے بچانے کے لئے جب ان کی اصلاح کی امید نہیں رہتی۔ انہیں کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مامور جب اپنی قوم پر حجت پوری کر چکا اور مایوس ہو گیا تو اس نے خدا سے دعا کی کہ اے خدا اس زمین پر چلنے والے ایک کافر کو بھی زندہ مت رکھ۔ وہ خدا جو اپنے مقبول بندوں کی دعائیں سنتا ہے اس نے اپنے نبی پر الہام فرمایا کہ اے نوح ہم نے تیری دعا سن لی۔ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ایک زبردست طوفان میں تیری یہ نافرمان قوم بہا دی جائے گی۔ تو ایک کشتی بنا۔ اور جب طوفان آئے تو اپنے سارے مریدوں کو اس کشتی میں سوار کر۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بموجب کشتی بنانے میں مصروف ہو گئے۔ لکڑیاں جمع کیں۔ پھر ان کے تختے نکالے اور کشتی بنانے کے لئے ان تختوں کو ایک دوسرے سے جوڑنے لگے۔ حضرت نوح کی قوم کے لوگ نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر پوچھتے کہ نوح یہ کیا کر رہے ہو۔ نوح علیہ السلام جواب دیتے کہ دیکھو تم نے میری بات نہ سنی۔ برے اعمال سے توبہ نہ کی۔ فسق و فجور کی گندگی کو نہ چھوڑا۔ اب سیلاب کی شکل میں خدائے تعالیٰ کا ایک بڑا عذاب تم پر آرہا ہے۔ اور میرے خدا نے مجھ پر الہام فرمایا ہے کہ میں ایک کشتی بناؤں اور خدا کے ماننے والوں کو اس میں سوار کر لوں۔ یہ تختے اس لئے جوڑ رہا ہوں کہ اپنے مریدوں کو طوفان کی لہروں سے بچاؤں۔

حضرات! جو قوم گناہوں میں آلودہ رہتی ہے وہ نبی کی باتوں اور خدائے تعالیٰ کے عذاب کی پیشگوئیوں پر ایمان نہیں لاتی۔ اور نہ الہام پر اس کا عقیدہ ہوتا ہے۔ خدا کے نبی نے جب خدا کے عذاب کی خبر اپنی نافرمان قوم کو سنائی تو وہ اس کا مذاق اڑانے لگی۔ کہنے لگی کہ یہ شخص دیوانہ ہے جو کہتا ہے کہ خدا کے فرشتے اس پر آتے ہیں۔ اب تو برسات کا موسم بھی نہیں۔ مطلع صاف ہے۔ چمکتی ہوئی دھوپ ہے۔ بارش کے کچھ بھی تو آثار نہیں۔ بھلا یہ کونسا موقع ہے کہ اس وقت طوفان آئے۔ اور کوئی طوفان آئے بھی تو ہمیں کیا ڈر ہو سکتا ہے ہم اپنے محلہ کے اطراف پہاڑیوں پر چڑھ جائیں گے۔ اور اپنی جانیں بچا لیں گے۔ حضرت نوح کشتی تیار کرتے جاتے اور کافر آپ کا مذاق اڑاتے۔ بالآخر وہ کشتی تیار ہو گئی۔ ایک دن کیا دیکھتے ہیں کہ کالے کالے بادل آسمان پر جمع ہو گئے گھنے بادلوں نے سورج کو ڈھانک لیا۔ تیز و تند ہوائیں چلنے لگیں۔ قوم کے لوگ قوم کے لیڈروں کے پاس دوڑے کہ یہ بادل ایک سخت طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہوتے ہیں۔ کہیں اس بڈھے کی بات صحیح تو نہیں ہے کہ فی الواقع ایک بڑا طوفان آنے والا ہو۔ قوم کے سرداروں نے جواب دیا۔ بارش کے ان آثار میں اس بڈھے کی پیشگوئی کو کوئی تعلق نہیں۔ پھر یوں ہوا کہ بارش کی موٹی موٹی بوندیں برسنے لگیں۔ پھر لگاتار مینہ برسنے لگا۔ زمین پر نالے بہنے لگے زمین کے سوتے پھوٹ پڑے۔ آسمان سے پرنالے کی طرح پانی گرنے لگا اور ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا۔

عزیز مسلمانو! تم کو معلوم ہے کہ ایسا ہی وقت جب فتح مکہ کے بعد کفار مکہ پر آیا تو خطرے کے وقت مکہ کی ساری اکڑی ہوئی گردنیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور جھک گئیں۔ روٹھے ہوئے خدا کے عذاب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے سب ہی نے توبہ کی۔ اور کہا یا رسول اللہ اگر ہمارے بت سچے ہوتے تو ہماری ضرور مدد کرتے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہی کا خدا سچا ہے۔ آپ ہمارے ایک شریف بھائی ہیں۔ خدا سے ہمارے لئے سفارش فرمائیں۔ اس توبہ نے مکہ کی قوم پر سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ٹلا دیا۔

زیادہ دور نہیں صرف (۲۰) برس پہلے کی بات ہے کہ اس وقت کے اعلیٰحضرت حضور نظام کو حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر دعوت دی اور تحفۃ الملوک نامی کتاب لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام نظام تک پہنچایا۔ اور انکار کی پاداش میں ایک سخت عذاب سے ڈرایا۔ لیکن نظام نے حضور کی دعوت پر کان نہ دھرے اور ستمبر ۱۹۴۸ء میں جب عذاب کے بادل حیدرآباد کی سرحدوں پر منڈلانے لگے تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مبلغ مولوی عبدالمالک خاں صاحب نے حیدرآباد کے مسلمانوں کے ایک ایک تیس مار خاں کے چوکھٹ پر حاضری دی اور کہا کہ اب بھی توبہ کرو۔ توبہ کے دروازے کھلے ہیں جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے خدا کی مشیت کو پورا کرو۔ لیکن اس ہڑبونگ میں سنتا کون کہنے لگے ملک پر یہ مصیبت کا وقت ہے۔ دشمن کی فوجیں گھس پڑی ہیں تم ایسی بات کہکر اختلاف نہ پیدا کرو ملک کے کاز کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے بھی اس قوم سے سخت بدلہ لیا اور ایک مستبد اور جوش سے بھری ہوئی قوم اس سرزمین پر لوٹ پڑی۔ اور کچھ کے گناہوں کی [illegible] کر رکھ دیا۔ میری بات کی گواہی چاہتے ہو تو جاؤ اب بھی بیدر کی سڑکیں دیکھو جو اس نافرمان قوم کی عورتوں اور بچوں سے اٹی پڑی ہیں۔ اور سب سے عبرت ناک منظر اس کنگ کوٹھی میں دیکھو جہاں ایک نحیف و کمزور انسان ایک قیدی کی سی زندگی بسر کر رہا ہے جس کے جاہ و جلال کا چند دن پہلے یہ حال تھا کہ اس کے اشارے کے بغیر پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔

حضرات! مکہ کی قوم نے توبہ کی اور خدائے تعالیٰ کی معافی اس انداز سے ملی کہ چند سال کے اندر اندر مکہ کے ساربان دنیا کے نگہبان ہو گئے۔ لیکن نوح کی قوم کو یہ توفیق نہیں ہوئی۔ وہ سیلاب کے وقت تدبیریں کرنے لگی اور عقل کا سہارا لینے لگی کہ ہمارے مکان کی چھتیں اونچی ہیں ان پر چڑھ جائیں گے۔ اونچے درختوں کی شاخوں کا سہارا لیں گے۔ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جائیں گے۔ لیکن ناراض خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کسی کے دل میں یہ بات نہ آئی کہ نبی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اس کی جماعت میں داخل ہو کر اس کی کشتی میں سوار ہو جائیں۔ بالآخر طوفان نے خطرناک صورت اختیار کی اور پانی مکان کی چوکھٹوں سے چھتوں تک پہنچ گیا۔ درختوں کی اونچی شاخوں سے گذر کر پہاڑ کی چوٹیوں تک لہریں مارنے لگا۔ پہاڑ جیسی لہروں میں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بھتیجے کو دیکھا کہ پانی میں بہا چلا جارہا ہے۔ بھتیجے کو تبلیغ کی کہ میرے بیٹے اب بھی وقت ہے توبہ کر اور میرے ہاتھ پر بیعت کر کے میری کشتی میں بیٹھ جا۔ تاکہ ڈوب مرنے کی موت سے بچ سکو۔ بھتیجے نے جواب دیا۔ اے میرے چچا! میرے آباء و اجداد کا ایمان ایسا کمزور نہیں کہ میں تمہاری بات مان لوں۔ ابھی تیرنے میں ماہر ہوں۔ وہ دیکھو سامنے پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ہاتھ پیر کی قوت سے تیرتا ہوا سلامت پہنچ جاؤں گا۔ تمہاری بیعت میں داخل ہو کر اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑنا منظور نہیں۔ ظاہر خدا کو کیا ضرورت تھی کہ ایسے سرکش کو بچاتا۔ توبہ کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ اس حالت میں حضرت نوح علیہ السلام کو بھی خدائے تعالیٰ کی ڈانٹ پڑی اور ایک تیز و تند لہر نے حضرت نوح کے بھتیجے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور لقمۂ اجل ہو گیا۔ حضرت نوح کی کشتی بچتی بچاتی کبھی اس دھارے پہ اور کبھی اس دھارے پہ لہروں سے ٹکراتی طوفان خیز سیلاب میں محفوظ و سلامت چلی جاری تھی کئی دن کے سخت سیلاب کے بعد جب زمین پر ایک چلنے والا کافر بھی باقی نہیں رہا۔ تو خدائے تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ وہ پانی برسانا بند کر دے۔

(بقیہ صفحہ ۱۵ [illegible] دیکھو۔)

زمین کو حکم ہوا کہ سارے پانی کو نگل لے حضرت نوح کی کشتی محفوظ و سلامت جودی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئی۔ تاریخ عالم میں لکھا ہے کہ دنیا کی موجودہ نسلیں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھے ہوئے آباؤ اجداد کی نسلیں ہیں

میرے عزیز مسلمانو۔ تم بڑے ہو کر چھوٹے جوان ہو کر بوڑھے۔ بیاہے ہو کہ ان بیاہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ جب کسی گھر میں طوفان گھس آئے تو ہر چھوٹے بڑے جوان کا کیا فرض ہوتا ہے۔ آج پھر سے دنیا میں نوح علیہ السلام کے زمانے کا سا طوفان برپا ہے۔ پھر سے لوگوں نے اپنے خود ساختہ خدا بنا لئے ہیں۔ پھر سے دنیا خدا کو گونگا اور بہرہ سمجھنے لگی ہے۔ پھر سے دنیا اس گمراہی میں مبتلا ہے کہ اب اس دنیا میں خدا کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر سے دنیا خدائی الہام کی منکر ہو چکی ہے۔ نوح علیہ السلام کی قوم خدا کے نبی پر ایمان لا کر طوفان سے بچ سکتی تھی۔ لیکن اس نے عقل اور اپنی تدبیروں کے سہارے موت کا مقابلہ کیا اور بالآخر ڈوب مری۔ اب دنیا میں الحاد و بے دینی کی پھر سے طوفانی لہر چلی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ وہ بھوکے اور پیاسے ہیں۔ اجڈ اور جاہل ہیں۔ ننگے ہیں اور بے پر ہیں اور دلوں کو جھلسا دینے والی آگ میں مبتلا ہیں۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ۔

خدا تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ تم سب خدا تعالیٰ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو جاؤ۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کہتی ہے کہ ہم بھوک پیاس کی شدت سے بچنے کے لئے کارخانے قائم کریں گے۔ فیکٹریاں بنائیں گے۔ حکومت سے نوکریاں حاصل کریں گے۔ قوم کی جہالت کو دور کرنے کے لئے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے کی ڈگریاں حاصل کریں گے۔ اقتدار کو حاصل کرنے کے لئے اسلام کے نام پر پارٹیاں بنائیں گے تاکہ ووٹ حاصل کر کے حکومت کے ایوانوں میں داخل ہوں لیکن آج کے عالی مسلمان کو کوئی سمجھائے کہ عذاب کے اس زمانہ میں عقل کے گھوڑے کام نہیں دیتے۔ انسانی تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں۔ تمہاری کی ساری پیش بندیاں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جو نوح علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ سیلاب اگر آئے تو ہم گھروں کی چھتوں پر چڑھ جائیں گے درختوں کی شاخوں سے لٹک جائیں گے یا کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں گے۔ لیکن نتیجہ موت ہوا۔ پس تم بھی خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کے مامور کے ہاتھ پر بیعت نہ کرو۔

حضرات! وہ مسلمان جن تک میری آواز پہنچ رہی ہے سنیں کہ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک ایسی کشتی ہے جو خدائے تعالیٰ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے حکم سے تیار کی ہے۔ الحاد اور بے دینی کے اس طوفان سے بچنے کے لئے سیاسی لیڈروں کی تقریریں۔ ان کی سیاسی چالیں حکومت کے خزانے یا حکومت کی طاقت سب کچھ بیت العنکبوت یعنی مکڑی کا جالا ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ مکڑی کا کمزور گھر خدا کے بھالے ہوئے مامور اور اس کی جماعت کی حفاظت کر سکتا ہے جیسے غار ثور میں مکڑی نے جالا تان کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مرید حضرت ابا بکر صدیق کی حفاظت کی تھی۔ لیکن خدائے تعالیٰ کے مامور کی مخالفت میں تمہاری ساری تدبیریں اور عقل کے سہارے مکڑی کا وہ جالا ہیں جو تمہیں طوفان کی لہروں سے نہیں بچا سکتا۔

اے میری غافل قوم جو بستر علالت پر گہری نیند سو رہی ہے۔ میری اس کہانی کو ایک میٹھی لوری سمجھ کر اور گہری نیند نہ سو جانا بلکہ جس طرح سخت گہری نیند میں اگر تمہیں کوئی یہ بتائے کہ تمہارے بستر میں سانپ بچھو گھس آئے ہیں تم تیزی سے اٹھ بیٹھتے ہو تاکہ خطرے سے بچو۔

میری اس کہانی کو بھی جو قرآن کریم میں پیشگوئی کے طور پر بیان کی گئی ہے نبی کے انکار کرنے والی نافرمان قوموں کی عبرت پکڑیں اور خطرے کی گھنٹی سمجھیں اپنی غفلت اور نیند کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ تاکہ عذاب سے محفوظ ہو جاؤ۔

یاد رکھو انکار نبوت میں ہلاکت ہے یہی خدا کا قانون ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نوٹ:۔ محلہ قوت پورہ میں بوقت تقریر مسلمانوں کا ایک کثیر مجمع جلسہ گاہ کے باہر جمع ہو گیا اور بعد تقریر جب میں واپس جانے لگا تو میرے ساتھ بدسلوکی اور دشنام دہی پر اتر آئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔

کتاب اُمّ الالسنہ کے متعلق ضروری اعلان

از مکرم جناب سید داؤد احمد صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی کارناموں میں سے ایک بے نظیر کارنامہ عربی زبان کو اُم الالسنہ ثابت کرنا ہے۔ آپ نے آج کل کے تمام مستشرقین اور علمائے علم اللسان کے نظریات کے خلاف اس بات کا دعویٰ فرمایا کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی زبان سے نکلی ہیں۔ اور اس کو ثابت کرنے کے لئے بعض بنیادی اصول وضع فرمائے جن کے مطابق اس تحقیق کو پایہ ثبوت تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

مکرم محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر جماعت کے علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے سالہا سال کی کاوش محنت اور عرق ریزی سے کام لے کر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصولوں اور قواعد کو مدنظر رکھ کر آپ کی شروع کی ہوئی اس تحقیق کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ اور غیر زبانوں کے ہزارہا الفاظ کو عربی زبان سے مشتق ثابت کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ عربی زبان ہی تمام زبانوں کی ماخذ اور منبع ہے آپ کی اس بے نظیر تحقیق میں سے نمونہ کے طور پر بعض مقالہ جات ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو کر جماعت اور غیر از جماعت علمی حلقوں میں مقبول ہو چکے اور بڑے بڑے علمائے علم اللسان سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اس علمی تحقیق کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ادارہ ریویو نے اس تحقیق کو خلاصہ کی شکل میں ایک کتاب شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ مغرب کے علمی حلقوں اور لائبریریوں میں حضور علیہ السلام کی بے نظیر علمی تحقیق کو متعارف کر کے حضور اقدس علیہ السلام کے علمی مقام کو نمایاں کیا جا سکے۔ اصل کتاب کا حجم کئی ہزار صفحات سے کم نہ ہو گا فی الحال اس کا نمونہ کتابی صورت میں طبع کروایا جا رہا ہے جو اڑھائی صد صفحات پر مشتمل ہو گی اور مندرجہ ذیل مضامین پر روشنی ڈالے گی۔

(۱) عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظریہ (۲) آغاز زبان کا مسئلہ (۳) مختلف زبانوں کی عمریں (۴) زبانوں کے خاندان اور سنسکرت (۵) علمائے مغرب نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کو کیوں نظرانداز کیا (۶) دنیا کی تمام زبانوں کا منبع واحد ہونے کے بارے میں علمائے علم اللسان کا اتفاق رائے (۷) نظریہ ام الالسنہ کے فوائد (۸) قرآن حکیم کی زبان عالمگیر زبان ہے (۹) عربی زبان ایک مکمل زبان ہے (۱۰) بہترین زبان کو پرکھنے کے معیار (۱۱) دخیل الفاظ (۱۲) تجنیس حرفی کی وجہ سے الفاظ کا اختلاف (۱۳) الفاظ کے مختلف امراض (۱۴) آرین اور سامی زبانوں کی گمشدہ کڑی کا انکشاف (۱۵) غیر زبانوں سے عربی زبان کے ماخذ دریافت کرنے کے دس معین اصول (۱۶) اس لغت کے استعمال کرنے کا طریق (۱۷) انگریزی الفاظ کے عربی ماخذ (۱۸) فرنچ زبان کے عربی ماخذ (۱۹) جرمن زبان کے عربی ماخذ (۲۰) ہسپانوی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۱) لاطینی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۲) اطالوی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۳) یونانی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۳) یو [illegible] ماخذ (۲۴) روسی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۵) فارسی زبان کے عربی ماخذ (۲۶) ترکی [illegible] عربی ماخذ (۲۷) سنسکرت الفاظ کے عربی ماخذ (۲۸) ہندی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۹) چینی الفاظ کے عربی ماخذ۔

کتاب زیر تجویز محدود تعداد میں شائع کی جا رہی ہے۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات فوری طور پر مطلوبہ تعداد سے دفتر ریویو کو اطلاع دے کر اپنی کتب ابھی ریزرو کروا لیں کیونکہ ایسا نہ ہو کہ محدود تعداد میں طبع ہونے کی وجہ سے بعد میں اس کے حصول میں دقت ہو۔

اعلان نکاح

میری لڑکی مبارکہ بیگم کا نکاح مکرم شکور محمد صاحب ولد محبوب خان صاحب مرحوم ساکن مسکرا کے ہمراہ مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۵/۶/۶۸ کو مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مکانہ سابق انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بمقام مسکرا میں پڑھا۔ دعا فرمائیں کہ یہ نکاح ہر دو خاندانوں کے لئے برکات کا موجب ہو۔ اور دین کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سلطان احمد خاں صاحب ہیڈ ماسٹر پرائمری سکول مسکرا

ضلع ہمیرپور (یوپی)

وصایا

ضروری نوٹ۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو ۱۵ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۳۵۴ مکرم عبد السلام ٹاک ولد خواجہ غلام محی الدین صاحب ٹاک مرحوم قوم ٹاک پیشہ ملازمت عمر چالیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یاڑی پورہ ڈاکخانہ یاڑی پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔

۱۔ مکان سہ منزل نصف حصہ قیمتی تخمیناً تین ہزار روپے حدود اربعہ [illegible]
۲۔ کوٹھار چوبی ایک منزلہ نصف حصہ قیمتی تخمیناً ڈیڑھ سو روپے حدود اربعہ [illegible]
نوٹ مبلغ تین ہزار ایک سو پچاس روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۲۹/- ہے میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہوگی اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کا مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد عبد السلام ٹاک موصی مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء۔ گواہ شد حکیم میر غلام محمد صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ ساکن یاڑی پورہ تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد۔ گواہ شد عبد الحمید ٹاک ولد محمد اکرم جوٹاک ساکن یاڑی پورہ تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد۔

نمبر ۱۳۳۵۵ مسماۃ بشریٰ بیگم زوجہ عبد السلام ٹاک قوم مسلمان پیشہ خانہ داری عمر اکیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یاڑی پورہ ڈاکخانہ یاڑی پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری حسب ذیل جائیداد ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں:۔

۱۔ کڑے طلائی دو عدد قیمتی تین سو روپیہ سونا وزن ۲ تولے
۲۔ انگشتری طلائی ۱ عدد ۷۵ پچھتر روپیہ ۶ ماشہ
۳۔ کانٹے طلائی دو عدد ۸۰ اسی روپیہ ۶ ماشہ
میزان ایک ہزار ایک سو پانچ روپے ۱۱۰۵/-
چاندی ۲۵ تولے

۴۔ زیور نقرئی وزنی تخمیناً ۲۵ تولے قیمت تخمیناً پچاس روپے
۵۔ حق مہر بذمہ شوہر چھ سو روپیہ

اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ بشریٰ بیگم بقلم خود موصیہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء۔ گواہ شد حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ۔ گواہ شد عبد السلام ٹاک ولد غلام محی الدین شوہر موصیہ ساکن یاڑی پورہ۔ گواہ شد عبد الحمید ٹاک ولد محمد اکرام جوٹاک ساکن یاڑی پورہ۔

نمبر ۱۳۳۵۶ مکرم ولی محمد بٹ ولد اہل محمد صاحب بٹ قوم مسلمان پیشہ زمینداری عمر سینتالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۵۰ء ساکن آرونی ڈاکخانہ آرونی ضلع اسلام آباد (کشمیر)

(۱) میری جائیداد موجودہ حسب ذیل ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

تفصیل جائیداد ۱۔ زمین آبی ۴ کنال قیمت ۲۵۰۰/- روپیہ ۲۔ زمین خشک ۴ کنال قیمت ۱۳۰۰/- روپیہ ۳۔ مکان خام ایک عدد پانچسو روپیہ ۴۔ کوٹھار ایک عدد پانچسو روپیہ ۵۔ درختان بید وغیرہ ۲۰۰ عدد قیمت بارہ سو روپیہ ۶۔ مویشیان دو عدد دو سو پچیس روپیہ گھوڑے دو عدد قیمت سو روپیہ ۸۔ بکری ایک عدد قیمت دو سو روپیہ میزان ۶۷۲۵ روپیہ۔ نقط تحریر ۲۸ مارچ ۱۹۶۳ء العبد دستخط موصی ولی محمد بٹ۔

دستخط گواہ ۱۔ محمد خلیل بٹ ولد محمد عظیم ساکن آرونی تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد۔
دستخط گواہ ۲۔ حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ ساکن یاڑی پورہ ضلع اسلام آباد کشمیر۔

نمبر ۱۳۳۵۷ مسماۃ مالی بانو زوجہ ولی محمد بٹ قوم مسلمان پیشہ زمینداری عمر چالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء ساکن آرونی ڈاکخانہ آرونی ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر:

۱۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں

۲۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کروں اور رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

۳۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

نوٹ:۔ تفصیل جائیداد ۱۔ چاندی ۲۵ تولہ قیمت ۵۰/- روپیہ ۲۔ گائے ایک عدد قیمت ایک سو پچیس روپیہ ۱۲۵/- ۳۔ ایک عدد ذخیرہ قیمت ایک سو پچیس روپیہ ۴۔ مرغ ۱ عدد قیمت تیس روپیہ

۴۔ حق مہر مبلغ دو صد روپیہ جو کہ بذمہ شوہر ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

نقط تحریر ۲۸ مارچ ۱۹۶۳ء۔ نشان انگوٹھا موصیہ مسماۃ مالی بانو زوجہ ولی محمد بٹ ساکن آرونی ڈاکخانہ آرونی کشمیر۔ دستخط گواہ ۱۔ عبد الغفار موصیہ ولد محمد بٹ ولد علی محمد بٹ ساکن آرونی تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد کشمیر۔ دستخط گواہ ۲۔ حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ ساکن یاڑی پورہ تحصیل کولگام کشمیر۔

نمبر ۱۳۳۵۸ مکرم محمد خلیل بٹ ولد محمد عظیم بٹ قوم مسلمان پیشہ زمینداری عمر بیالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۴۲ء ساکن آرونی ڈاکخانہ آرونی ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

۱۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

۲۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

۳۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مندرجہ ذیل جائیداد در رقبہ زمین بمقام آرونی موجود ہے جہاں ہم سکونت رکھتے ہیں واقع ہے بتفصیل جائیداد (۱) زمین آبی ۴ کنال قیمت ۲۵۰۰/- روپیہ (۲) زمین خشک دو کنال قیمت ایک سو روپیہ (۳) مکان خام ایک عدد قیمت پانچسو روپیہ (۴) کوٹھار ایک عدد قیمت پچھتر روپیہ (۵) درختان بید وغیرہ ایک سو پچھتر روپیہ (۶) بیل ایک عدد دو سو روپیہ (۷) بکری ایک عدد قیمت ایک سو بیس روپیہ (۸) بھیڑ ۵ عدد ایک سو روپیہ۔ کل میزان ۳۷۲۰/- تین ہزار سات سو بیس روپے۔

نوٹ:۔ یہ جائیداد ہم دو بھائیوں میں مشترک ہے میرا حصہ آٹھ سو ساٹھ روپیہ بنتا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

نقط تحریر ۲۸ مارچ ۱۹۶۳ء

دستخط موصی العبد محمد خلیل بٹ۔ دستخط گواہ ۱۔ ولی محمد بٹ ولد اہل محمد بٹ۔ ساکن آرونی تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد۔ دستخط گواہ ۲۔ حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد۔

— چٹ نمبر کا حوالہ —

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ جواب دینے میں دقت ہوتی ہے۔ (منیجر)

خبریں

لدھیانہ ۸ر جولائی۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج لدھیانہ میں زراعتی یونیورسٹی کا افتتاح کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم ملک میں جلد از جلد صنعتی انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ جب ہندوستان آزاد ہوا تو کسانوں کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے۔ اور بہت سے صوبوں میں کسانوں پر زیادتی اور ظلم کو رد کرنے کے لئے قوانین بنائے گئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں جلد از جلد صنعتی انقلاب آئے۔ کیونکہ اس کے بغیر بھارت ترقی نہیں کر سکتا صنعتی انقلاب کی بنیاد بھی کھیتی باڑی کی ترقی پر ہے۔ اگر کھیتی کی ترقی نہیں ہوتی۔ تو صنعتی انقلاب نہیں آ سکتا۔ آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اگر ہم ۷۰ فیصد یا ۸۰ فی صد کسانوں کی حالت نہیں سدھار سکتے تو باقی کی ۳۰ فیصد آبادی کو کیسے اونچا کیا جا سکتا ہے۔ یہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہمیں خوراک بھی باہر سے منگوانی پڑتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے اور مجھے ندامت بھی ہوتی ہے۔ اور پریشانی بھی کہ ہمیں کھانے کا سامان بھی باہر سے منگوانا پڑتا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اناج کے معاملہ میں خود کفیل بنیں اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد اناج دوسرے ممالک کو بھی برآمد کریں۔ اور اس سے جو آمدنی حاصل ہو اسے صنعتی ترقی میں لگائیں۔ چاہیئے تو یہ کہ ملک کو باہر سے مال منگوانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے شری نہرو نے کہا مشکل یہ ہے کہ ملک پر مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ کبھی سیلاب آجاتے ہیں۔ کبھی طوفان آجاتا ہے۔ کبھی کوئی اور مصیبت ان سب کا بھی انتظام کرنا ہوگا۔ جو بہت بڑا سوال ہے۔

لدھیانہ ۸ر جولائی۔ آج یہاں زراعتی یونیورسٹی کے افتتاح کے موقع پر بھارت میں متعینات امریکی سفیر پروفیسر گیلبریتھ نے اپنی تقریر میں پنجابیوں کی جفاکشی اور محنت کرنے کی عادت کی بے حد تعریف کی اور کہا کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ اپنے عہدہ سفارت کے دوران میں نے آپ کے صوبہ پنجاب کا سب سے زیادہ دورہ کیا ہے اور پنجابی لوگوں کی قوتِ بازو پر بھروسہ کی خوبی سے بے حد متاثر ہوا ہوں آپ نے یہ امید ظاہر کی کہ زراعتی تعلیم کا یہ نیا مرکز زراعتی یونیورسٹی زراعتی تعلیم کے پھیلاؤ میں کافی مدد دے گی۔

نئی دہلی ۸ر جولائی۔ پردھان منتری شری نہرو پنجاب کے دو روزہ دورہ کے بعد آج شام واپس دہلی پہنچ گئے۔

لدھیانہ ۸ر جولائی۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج یہاں سے ۲۰ میل دور رائے پور راجپوری صوبیدار جگندر سنگھ کی قائم کردہ سماوتی کا معائنہ کیا اور پھر فوجی میلہ اور پبلک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اب جبکہ ہم آزاد ہو گئے ہیں ملک کے دفاع کے مرکز مرگرمیں ہونے چاہئیں ہمیں چین کے خطرہ کا مقابلہ کرنا ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑا اور پرانا حملہ غریبی کا ہے جسے جیتنا ضروری ہے۔ ہمیں فوجی ساز و سامان کے معاملہ میں خود کفیل بننا ہے۔ پنجاب نے دفاع کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سے نبھایا ہے اور امید ہے کہ یہ آئندہ بھی اپنی ذمہ داریاں نبھائے گا۔ آپ نے کہا مجھے اطمینان ہے کہ میں نے یہاں آنے کے بارے میں صوبیدار جگندر سنگھ کے ساتھ کیا جو وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اس علاقہ کا بندہ ہماری فوج کے ساتھ ہی ہے مجھے یہاں آکر خوشی ہوتی ہے۔ جو کام صوبیدار جگندر سنگھ نے کیا ہے اگر سبھی دیش واسی کریں تو سارا دیش بڑی جلدی بدل جائے گا لوگ خیال کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ سارے کام کرے لیکن یہ نظریہ غلط ہے۔ لوگوں کو خود بھی کچھ کرنا چاہیئے صرف نہ کسی لئے گورنمنٹ پر ہی انحصار رکھنا چاہیئے۔ اگر گورنمنٹ اور لوگ باہمی تعاون سے کام کریں تو بہت جلد کامیاب ہو سکتے ہیں۔

راولپنڈی ۸ر جولائی۔ پاکستان کے وزیر تعلیم مسٹر فضل القادر چودھری نے آج کراچی سے راولپنڈی پہنچنے پر کہا پاکستان کسی مصلحت کی بنا پر یا کسی غیر ملکی طاقت سے مرعوب ہو کر یا کسی غیر ملکی طاقت کی مرضی یا اشارہ پر اپنے قومی مفاد کو قربان نہ کرے گا پاکستان آزاد ملک ہے اور وہ اپنی مرضی سے خارجہ پالیسی بناتا ہے۔ وہ اپنے بین الاقوامی تعلقات کے بارے میں خود پالیسی کا فیصلہ کرتا ہے مسٹر فضل القادر چودھری امریکہ کے پریس آفیسر مسٹر رچرڈ فلپس کے اس بیان پر تبصرہ کر رہے تھے جو انہوں نے پاکستان اور چین کے مجوزہ ہوائی سروس کے معاہدہ کے بارے میں دیا تھا۔ اور جس میں اس معاہدہ پر امریکہ کی تشویش کا اظہار کیا گیا تھا۔

پٹیالہ ۸ر جولائی۔ کپاس میں کسی طرح کی ملاوٹ کو روکنے کے لئے پنجاب سرکار نے کپاس کے متعلق قوانین پر سختی سے عمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان قوانین کے اطلاق کے لئے پولیس کی بھی مدد لی جائے گی گی۔ نئی دہلی ۸ر جولائی۔ بعض بیماریوں کے علاج میں ایٹمی ۔۔ اپنی استعمال کرنے کے لئے راجدھانی میں ایک جدید طرز کا ایک نیا طبی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ یہ ہندوستان میں اپنی قسم کا پہلا ہسپتال ہے اس کے عملہ میں ایٹمی دواؤں کے ماہر ڈاکٹر اور الیکٹرانک انجینئر شامل ہیں اسے وزارت دفاع نے جاری کیا ہے۔ اور اس کے عملہ میں دہلی اور دیگر قومی دو ذرائع طبیوں کے ڈاکٹر شامل ہیں۔ جو اپنے کیمپس اور ان کو بعض بیماریوں کا علاج آئسوٹوپ کے استعمال سے کیا جائے گا تا آئسوٹوپ کے بغیر کے ایمی ٹیٹنس کو خرید صحیح کے پایا گیا۔

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ۲۸/۶/۶۳ سے ختم ہو چکا ہے

- نمبر ۱۰۷ جناب محمد عمر اینڈ محمد بشیر صاحب سہگل کلکتہ
- نمبر ۱۰۸۲ " عبدالرزاق صاحب گونڈہ
- نمبر ۱۲۳۷ " سید وزارت حسین صاحب اورین بہار
- نمبر ۱۳۳۲ " ایم۔ ابراہیم صاحب پینگاڈی این مالابار
- نمبر ۱۴۵۷ " ایف۔ ایم۔ یوسف صاحب سٹرد بانده بمبئی
- نمبر ۱۵۵۹ " سید منظور احمد صاحب بھوبنیشور اڑیسہ
- نمبر ۱۶۰۴ " محی الدین صاحب غوری شاہ نگر دکن
- نمبر ۱۶۸۴ " شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدرآباد ۲
- نمبر ۱۷۹۳ " میتھو محمد بشیر الدین صاحب حیدرآباد دکن
- نمبر ۱۹۳۷ " منور احمد صاحب صالح نگر۔ یوپی
- نمبر ۱۹۳۹ " ایم محمد ابوالوفا صاحب کالیکٹ کیرالہ
- نمبر ۱۹۸۴ " جمیل احمد صاحب بلہر بنگال
- نمبر ۱۹۹۶ " گل محمد شاہ صاحب بھدرک اڑیسہ
- نمبر ۲۰۳۲ " عبدالغنی صاحب ادونی آندھرا
- نمبر ۲۰۵۱ " یونس خان صاحب کٹک اڑیسہ
- نمبر ۲۱۰۶ " چوہدری مقبول احمد صاحب وزیر آباد پاکستان
- نمبر ۲۱۶۴ " محمد احمد صاحب میکانک آندھرا
- نمبر ۲۱۶۵ " شمیم احمد صاحب پٹنہ بہار
- نمبر ۲۲۴ " جی احمد صاحب کنانور کیرالہ
- نمبر ۲۲۴۱ " میاں عبدالغنی صاحب چوگام کشمیر
- نمبر ۲۲۴۳ مکرمہ شاہینہ پروین صاحبہ چھبرامؤ۔ یوپی
- نمبر ۲۲۴۴ " عبدالقیوم صاحب کیرنگ اڑیسہ
- نمبر ۲۲۹۰ جناب میر حبیب احمد صاحب کرن پورہ سرینگر
- نمبر ۲۳۲۳ " مسٹر عبدالقیوم صاحب ٹھاکری کشمیر
- نمبر ۲۳۲۴ " منشی محمد عبداللہ صاحب منڈاسی بھدرواہ کشمیر

سو یہ احباب جن کا چندہ اخبار بدر ۲۸/۶/۶۳ سے ختم ہو چکا ہے مہربانی فرما کر اپنی اولین فرصت میں اگلے سال کا چندہ مبلغ سات روپے زرسالانہ فرما کر مشکور و ممنون فرمادیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رکھا جاسکے اور ان کا روحانی تعلق اپنے پیارے مرکز سے وابستہ رہے اور ان تک مرکز سلسلہ کی خبریں بدستور پہنچتی رہیں۔

(مینیجر اخبار بدر قادیان)

مقدس جلوہ قادیان کے متعلق ہندوستانی جماعتوں کی مزید قرار دادیں (بقیہ صفحہ اول)

۸۔ مکرم کریم الدین خان صاحب سیکرٹری امور عامہ رسانڈھ یوپی۔
۹۔ " حاجی بشیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بجھ پورہ "
۱۰۔ مکرمہ امۃ اللہ بانو صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یاڑی پورہ
۱۱۔ مکرم محمد عبدالرحمن صاحب قریشی صدر جماعت احمدیہ تیماپورہ میسور
۱۲۔ " غلام قادر صاحب شرق نائب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد۔ آندھرا
۱۳۔ " اے شاہ الحمید صاحب صدر جماعت احمدیہ رگھاٹ کیرالہ
۱۴۔ " عمر الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ تایئں۔ جموں کشمیر
۱۵۔ " اسرار محمد صاحب " " " رائے مسکلا۔ یوپی۔
۱۶۔ " ماسٹر ولی محمد صاحب ڈار سیکرٹری جماعت احمدیہ سندہ باری کشمیر
۱۷۔ " سید ابو صالح صاحب صدر جماعت احمدیہ ۱۰۔ ایم۔ بی کٹک اڑیسہ
۱۸۔ " منظور احمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ نیاگڑھ "
۱۹۔ " محترمہ مہر النساء بیگم صاحبہ ڈبرو گڑھ آسام
۲۰۔ " مکرم شیخ آدم صاحب صدر جماعت احمدیہ یودوار "
۲۱۔ " عاشق حسین صاحب " " " خانپور ملکی بہار
۲۲۔ " محمد قاسم صاحب " " " اونکور آندھرا
۲۳۔ " ڈاکٹر محمد یونس صاحب " " " بھاگلپور بہار
۲۴۔ " شیر محمد صاحب " " " چارکوٹ جموں کشمیر